Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ اُردو

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

علی محمد اجمیری

بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۱ سنہ مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۴۲ سنہ ء

ماہ اخاء ۱۳۲۱ ہش

جلد ۴۱ عدد ۱۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایک سو چوالیس روپے	دو سو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	پچپن روپے	نوے روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۱ || ماہ رمضان ۱۳۶۱ھ مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۴۲ء || عدد ۱

فہرست مضامین

سلطان القلم	صہ ۲	صاحبزادہ عبدالمنان صاحب عمر ایم-اے
ذکرِ حبیبؑ	صہ ۱۵	پیر افتخار احمد صاحب
تین نو مسلم انگریزوں کے بیانات	صہ ۳۱	ترجمہ
اداریہ	صہ ۳۹	ایڈیٹر
وصیتیں	صہ ۴۹	

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ہماری رائے ہمیشہ سے یہی ہے کہ نرمی اور تہذیب اور معقول اور حکیمانہ طرز سے حملہ کرنے والوں کا رد لکھنا چاہیئے" (البلاغ ص۲۳)۔

پھر فرماتے ہیں :۔

"خدا نے مجھے دنیا میں اسی لئے بھیجا ہے کہ تا میں حلم، خُلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کیطرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر لاؤں" (تریاق القلوب ص۱۳۱)۔

لیکن اس سلسلہ میں بعض کم ور اور کج طبع اور بدفطرت لوگ ایسی راہ اختیار کر لیتے ہیں، کہ اسوقت سختی اور درشتی کا پہلو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نرمی کے ساتھ ساتھ حسب موقع سختی کا طریق بھی اختیار کیا ہے، اور وہ پیرایہ بیان اختیار کیا جو وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ کے فرمانِ خداوندی کی تعمیل میں ضروری تھا۔ گویا ایک ماہر جرّاح کیطرح آپ کے ایک ہاتھ میں مرہم تھا اور دوسرے میں فاسد مواد کو باہر نکالنے کے لئے نشتر۔ مثلاً جب اس زمانہ کے بد اور حرام کار عیسائی سیّد المعصومین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ناپاک الزام سے باز نہ آئے، اور ہر طرح سمجھانے کے باوجود پلید طبع معترض کسی طرح آپ پر زبان طعن دراز کرنے سے نہ رُکے، تو سختی کا موقعہ دیکھ کر آپ نے درشتی اور طنز کا وہ طریق اختیار کیا جو تلوار سے زیادہ کاٹنے اور نیزے سے زیادہ پھاڑنے والا تھا۔ اس کی مثال کے لئے اگر پوری کتاب دیکھنی ہو، تو فتح مسیح کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اسی طرح آریہ بھی جب اپنی بدکرداری میں بہت بڑھ گئے، اور نیوگ ایسی حد درجہ ناپاک تعلیم رکھنے کے باوجود اسلام کی پاک تعلیموں پر اعتراض سے باز نہ آئے، تو آپ نے ان کے مقابلہ میں بھی سخت پیرایۂ بیان اختیار فرمایا۔ اس کی مثال کے لئے رسالہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ دھرم وغیرہ کو دیکھنا چاہیئے۔

مسلمانوں میں سے جب "بدذات فرقہ مولویان" نے اپنی عاقبت کی کچھ پروا نہ کرکے مخالفت بے جا کے جوش میں دیانت وتقویٰ کو چھوڑ کر اور شرافت و انسانیت سے بکلّی مُنہ موڑ کر آپ کی نسبت گندے اور ناگفتنی الفاظ استعمال کرنے میں چُوڑھوں چماروں سے بھی گری ہوئی حالت اختیار کرلی، اور باوجود پوری فہمائش کے کسی طرح اپنی سوقیانہ و اوباشانہ روش سے باز نہ آئے، اور بار بار روکے جانے پر بھی بدگوئیوں اور گندہ زبانیوں سے نہ رُکے، تو موقعہ کی مناسبت سے آپ نے سختی کا پہلو اختیار کیا، اور لکھا:۔

"چاہیئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے، اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہوجائیں گی، تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے؟ اور کیا اُسدن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائینگے؟ ان بے وقوفوں کو کوئی جگہ نہ رہے گی، اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کردیں گے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ۵۳)

پھر فرماتے ہیں:۔

"اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے خلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا، اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا، کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم وحیا کو کام میں نہیں لائے گا، اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا، تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے۔ اور وہ حلال زادہ نہیں .... حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ کرے اور ظلم اور ناانصافی کی راہوں سے پیار کرتا ہے۔" (انوار الاسلام صفحہ ۳۰)

خوب یاد رکھنا چاہیئے، کہ یہ جو کچھ کہا گیا، ابتداءً نہیں بلکہ مدافعۃً اور جواباً تھا، اور بالکل مطابق تقاضائے فطرت۔ بھلا اگر کسی کی ماں پر وہ بہتان لگائے جائیں، جو اُمہات المومنین پر لگائے جاتے تھے، یا کسی کے باپ کو وہ گالیاں دیجائیں، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیجاتی تھیں، تو کیا وہ خاموش رہے گا؟ اور ایسے موقعہ پر سختی کا جواب سختی سے نہیں دے گا؟ سختی سے جواب نہ دینا کیا معنی وہ تو مرنے مارنے پر تیار ہو جائے گا۔ اور یہ عین تقاضائے فطرت ہے۔

جب مشرکین قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں سخت کلامی و بدزبانی کا طریق اختیار کر کے اسے انتہا تک پہنچا دیا، تو جانتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا طریق اختیار فرمایا تھا۔ صحیح بخاری شریف کو پڑھو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ لِحَسَّانِ ابْنِ ثَابِتٍ مِنْبَرًا فِی الْمَسْجِدِ فَکَانَ یُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ کَمَا نَافَحَ عَنْ نَبِیِّکَ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کے لئے مسجد نبوی میں منبر رکھوایا، اور حسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کفار سے جھگڑتے تھے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان کے حق میں دعا فرمائی کہ اے اللہ روح القدس کے ساتھ حسان کی مدد کر۔ حسان کے حق میں ایک یہ بھی حدیث ہے۔ ھَاجِھِمْ وَجِبْرِیْلُ مَعَکَ۔ یعنی اے حسان کفار کی بدگوئی کا بدگوئی کے ساتھ جواب دے، اور جبریل اس کام میں تیرے ساتھ ہے۔ ایسے ہی ایک موقعہ پر حضرت ابوبکرؓ جیسے حلیم و بردبار نے بھی ایک کافر سے کہہ دیا تھا۔ اُمْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ: جاؤ لات (بُت) کی شرمگاہ چوستے رہو۔ اور آپ کا یہ فرمانا صرف غیرت

کے تقاضے کے ماتحت تھا، اور عین محل پر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی شخص کے عیب اس کی پیٹھ پیچھے بیان کرنا غیبت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کی خرابی ظاہر فرمانے کے لئے اس کی تشبیہ مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے دی ہے۔ یعنی غیبت کرنے والا گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ذرا صحیح مسلم کے دیباچہ کے یہ الفاظ بھی پڑھ لو۔ عفان فرماتے ہیں:-

كُنَّا عِنْدَ إِسْمٰعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ فَحَدَّثَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ فَقُلْتُ إِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِثَبْتٍ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ اِغْتَبْتَهٗ فَقَالَ إِسْمٰعِيلُ مَا اغْتَابَهٗ وَلٰكِنَّهٗ حَكَمَ أَنَّهٗ لَيْسَ بِثَبْتٍ - کہ ہم امام اسماعیل بن عُلیّہ کے پاس بیٹھے تھے، کہ ایک شخص نے کسی سے روایت بیان کی۔ میں نے کہدیا کہ یہ شخص تو ثقہ نہیں۔ اس پر اس شخص نے کہا، تم نے اس کی غیبت کی ہے۔ امام اسمٰعیل بن عُلیّہ نے فرمایا، نہیں! اس نے غیبت نہیں کی۔ بلکہ یہ حکم لگایا ہے کہ وہ شخص قابلِ اعتماد نہیں۔

اللہ تعالےٰ کے مامور ایک طرح کے جج ہوتے ہیں۔ اور جج ایک مجرم کے خلاف فیصلہ کرتے وقت اس پر فردِ جرم لگانے اور اس کے جرم کا اظہار کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ انبیاء کا نذیر ہونا بعض معنوں کے رو سے اسی لحاظ سے ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو خاص طور پر حکم کے نام سے موسوم فرمایا گیا ہے۔

امام اسماعیل بن عُلیہ کی مجلس کے واقعہ سے جو ابھی بیان ہو چکا ہے، ظاہر ہے، کہ کس طرح اظہار واقعہ کے طور پر بشرط ضرورت لوگوں کے عیوب بیان کئے جا سکتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں حکم لگانے کے متعلق یہ مثال بھی لے لو کہ محدثین نے احادیث کے راویوں کی جرح و تعدیل کرتے وقت بعض کو غیر معتبر، بعض کو کذّاب، بعض کو مفتری اور بعض کو بدمذہب و بے دین تک قرار دیدیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس غرض سے کہ مخاطب متنبہ ہو اور اپنی عادت کی اصلاح کرے، اور سختی کا جواب سختی سے پاکر اپنی ناپاک روش سے باز آجائے، اور سمجھ لے کہ بدگو کا منہ کس طرح توڑا جا سکتا ہے، حضرت اقدسؑ نے پادری فتح مسیح کے اس خط کے جواب میں جس میں اس نے حضرت امام المطہرین سید المعصومین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عالی کے خلاف گندے الفاظ استعمال کئے تھے، یہ تحریر فرمایا:-

"ہم یہ خط بطور نوٹس آپکو بھیجتے ہیں، کہ اگر پھر ایسے ناپاک لفظ آپ نے استعمال کئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں ناپاک تہمت لگائی، تو ہم بھی آپ کے فرضی اور جعلی خدا کی وہ خبر لیں گے، جس سے اسکی تمام خدائی ذلت کی نجاست میں گرے گی۔" (فتح مسیح صـ۱۳)

کبھی کبھی سخت الفاظ کا استعمال عوام الناس کے جوش اور غضب کو دبانے کے لئے بھی کیا جاتا ہے، چنانچہ حضرت اقدسؑ تریاق القلوب کے صفحہ ۳۰۸ میں فرماتے ہیں:

"ان مؤلفین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے، کہ یہ شخص ڈاکو تھا، چور تھا، زنا کار تھا، اور صدہا پرچوں میں یہ شائع کیا، کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بدنیتی سے عاشق تھا۔ اور با ایں ہمہ جھوٹا تھا، اور لوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا، تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا، کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے، ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو، تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا، کہ اس عام جوش کو دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے، کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے، تا سریع الغضب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں۔ اور ملک میں بے امنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی، چند ایسی کتابیں لکھیں، جن میں کسیقدر بالمقابل سختی تھی۔ کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا، کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں، ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا۔ کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی۔ اور اِن کتابوں کا یہ اثر ہوا، کہ ہزارہا مسلمان جو پادری عمادالدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آچکے تھے، یک دفعہ ان کے اشتعال فرو ہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے، کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اس کا عوض دیکھ لیتا ہے، تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا۔"

غرض جس طرح آپ نے نرمی اور سہولت کا طریق برتا ہے، اسی طرح موقعہ کی مناسبت سے سختی و درشتی کا طریق بھی۔ اور فی زماننا اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ انداز بیان اختیار فرمایا، جو آج سے تیرہ سو سال قبل حضرت حسانؓ کے ساتھ ہو کر حضرت جبرائیلؑ نے اختیار کیا تھا۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ آپ نرم و گرم ہر طرح کے اسلوب تحریر پر کما حقہٗ قادر تھے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روایات پیر افتخار احمد صاحب

ذکرِ حبیبؑ

(بتوسط صیغہ تالیف و تصنیف قادیان)

ا۔ میرا نام افتخار احمدؓ ہے۔ میرے والد صاحب کا نام (صوفی) احمدؐ جان تھا۔ انکا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم میں کیا ہے۔ اس مضمون کے آخر میں حضور نے مجھ عاجز کو بھی یاد فرمایا ہے۔ اور احبابِ ارادت کیساتھ علیحدہ بھی تحریر فرمایا ہے۔

۲۔ میرے والد صاحب کو حضرت اقدسؑ کی اطلاع اس وقت ہوئی، جبکہ براہین احمدیہ کے تین حصے شائع ہوئے تھے، انہوں نے جب اُن تین حصوں کو پڑھا، تو اس وقت حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عقیدت و ارادت آپ کے دل میں مستحکم ہوگئی۔ اس کے بعد براہین احمدیہ کا حصہ چہارم شائع ہوا، تو اس کے بعد والد صاحب کی ارادت سے آپ کے اہل و عیال اور مُریدین بھی ارادت مندوں میں شامل ہوگئے۔

۳۔ اُسوقت حضرت اقدس علیہ السلام کا مجدد ہونے کا دعویٰ تھا۔ میرے والد صاحب نے حضرت صاحب کے اِس دعویٰ کو قبول کرکے اپنے دوستوں، واقفوں اور ناواقفوں میں بڑی سرگرمی کے ساتھ اس کی اشاعت شروع کی، اور ایک طویل اشتہار بھی شائع کیا۔ والد صاحب نے علاوہ تبلیغی اشاعت کے خود اور ان کی تحریک سے انکے مریدوں نے بھی مالی خدمت میں حصہ لیا۔ انکی زندگی کا آخری زمانہ اِسی خدمت میں گذرا۔ کہ جس قدر ہو سکے چندہ دیں اور اشاعت کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۴۔ میرے والد صاحب کو اور میرے بھائی پیر منظور محمد صاحب کو اور مجھ کو حضرت اقدس علیہ السلام کی زیارت پہلی دفعہ اُسوقت ہوئی، جبکہ حضور علیہ السلام ۱۸۸۴ء میں سب سے پہلے لدہیانہ تشریف لے گئے تھے۔ میرے والد صاحب اور میرے بھائی صاحب اور میں اور دیگر احباب حضور انور کے استقبال کیلئے سٹیشن پر گئے تھے۔ حضور کی زیارت سب سے پہلے لدہیانہ اسٹیشن پر ہوئی تھی۔ میرے والد صاحب نے گاڑی آنے سے قبل ہی کہہ دیا تھا، کہ میں بغیر بتلائے حضرت صاحب کو پہچان لونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، کہ حضور جب گاڑی سے اترے، تو والد صاحب نے بغیر کسی کے بتلائے خود ہی پہچان لیا۔ اور فرمایا کہ وہ یہ ہیں:۔

۵۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے تین روز محلہ صوفیاں میں برمکان ڈپٹی امیر علی صاحب صوفی جو میرے والد صاحب کے مرید تھے، قیام فرمایا۔ حضور علیہ السلام نماز پڑھنے کے لئے مسجد صوفیاں میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ والد صاحب دن کا اکثر حصہ حضرت اقدس کے پاس ہی گذارتے تھے۔ حضرت صاحب تین روز لدھیانہ میں رہے۔ زبانی وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ شہر والے گروہ در گروہ آتے رہتے تھے۔ مجھے اُسوقت کی حضور کی ایک تقریر کا اتنا خلاصہ یاد ہے، کہ ایمان اور یقین لانے کا فائدہ اس وقت ہے، جبکہ کچھ اخفا بھی ہو۔ اگر معاملہ ایسا صاف اور روشن ہو جائے، جیسا سورج نصف النہار کے وقت ہوتا ہے، تو اس وقت ایمان لانے کا ثواب نہیں ہوتا۔ اجر اسی وقت تک ہے کہ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے بموجب کچھ غیبوبت بھی ہو اور ایمان لایا جائے۔

۶۔ دوران قیام لدھیانہ میں ایک دعوت کے موقعہ پر کسی شخص نے حضرت اقدس سے سوال کیا، کہ آپ بھی پیشگوئیاں فرماتے ہیں، اور نجومی و رمال بھی کرتے ہیں، ہمیں صداقت کا پتہ کس طرح لگے؟ حضور علیہ السلام نے جواب میں فرمایا، کہ الٰہی نصرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah
نجومیوں اور رمالوں کے ساتھ نہیں ہوتی، لیکن انبیاء علیہم السلام اور مامورین کو نصرت اور کامیابی ملتی ہے، وہ اور انکی جماعت روز بروز ترقی کرتی ہے، اور دن بدن ان کا اقبال بڑھتا ہے۔

۷۔ حضور علیہ السلام تین دن کے بعد لدھیانہ سے تشریف لے گئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اطلاع ملی، کہ حضرت اقدس شادی کے لئے دہلی تشریف لیجائیں گے، اور فلاں وقت ریلوے اسٹیشن لدھیانہ سے گاڑی گذرے گی۔ والد صاحب اور لدھیانہ کے دیگر احباب پہلے سے اسٹیشن پر جا پہنچے، میں بھی اپنے والد صاحب کے ساتھ تھا۔ جتنی دیر گاڑی کھڑی رہی، حضور انور پلیٹ فارم پر ٹھیرے رہے۔ حضور کے ہمراہ جو احباب آئے تھے، میرے خیال میں وہ دو تین ہونگے۔ حضور اور آپکے ساتھی سب اپنے معمولی سادہ لباس میں تھے۔ کوئی ایسی علامت نہ تھی، جس سے یہ ظاہر ہوسکتا، کہ یہ دولہا اور یہ اس کی برات ہے، لیکن وہ برکتوں والا دولھا تھا۔ حضور علیہ السلام معہ رفقاء شاید دس پندرہ منٹ تک لدھیانہ کے پلیٹ فارم پر کھڑے رہے۔ پھر گاڑی پر سوار ہوکر دہلی روانہ ہوئے۔

۸۔ واپسی کے وقت پھر لدھیانہ اسٹیشن پر گاڑی ٹھیری، احباب نے ملاقات کی۔ والد صاحب نے پھلور کے دو ٹکٹ پہلے سے لے لئے تھے، اس لئے وہ میرے بھائی (پیر) منظور محمدؓ صاحب کو ساتھ لے کر حضور کے ڈبہ میں سوار ہوگئے۔ میں ساتھ نہیں گیا۔ پھلور لدھیانہ سے پانچ میل ہے۔ گاڑی کا انجن وہاں بدلتا تھا۔ گاڑی نصف گھنٹہ وہاں ٹھیری۔ یہ میرے والد صاحب کا دلی اخلاص تھا، کہ اس تھوڑے عرصہ کی ملاقات کو بھی غنیمت سمجھا۔ یہ والد صاحب کی حضور علیہ السلام سے آخری ملاقات تھی، کیونکہ اس کے بعد والد صاحب حج کو تشریف لے گئے، اور واپسی کے وقت راستہ میں بیمار ہوگئے، اور لدھیانہ پہنچ کر چند روز بعد ہی ۱۹ ربیع الاول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سنہ ۱۳۵۸ ہجری کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

۹۔ والد صاحب نے حج کا ارادہ کیا، اور حضرت اقدسؑ سے بذریعہ خط اجازت طلب کی۔ حضور نے اجازت دی، اور ساتھ ہی ایک دعائیہ عبارت بھی خط میں تحریر کر کے بھیجی، کہ یہ میری طرف سے حج بیت اللہ میں پڑھ دینا۔ مجھے وہ وقت یاد ہے، کیونکہ والد صاحب مجھے بھی اپنے ساتھ ہی حج کو لے گئے تھے، اور بیس کے قریب مرید بھی ہمراہ تھے۔ جن میں شہزادہ عبدالمجید صاحب مرحوم مبلغ ایران اور خانصاحب محمدؐ امیر خان صاحب (جن کی تربت بہشتی مقبرہ میں ہے) اور قاضی زین العابدین صاحب احمدی سرہندی رحمۃ اللہ علیہم بھی شامل تھے۔ بفضل خدا وہ وقت میری آنکھوں کے سامنے ہے، جبکہ ۹ر ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ کو میرے والد صاحب حضور علیہ السلام کا وہ خط ہاتھ میں لیکر عرفات کے میدان میں کھڑے ہوئے۔ ہم سب خدام آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ والد صاحب نے فرمایا، کہ میں حضرت صاحب کی دعا بلند آواز سے پڑھتا ہوں تم سب آمین کہتے جانا۔ چنانچہ والد صاحب نے وہ ساری دعا دوہرائی، اور ہم سب آمین کہتے گئے۔

(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجازت نامہ اور تحریر کردہ دعا جو عرفات کے میدان میں دوہرائی گئی، مندرجہ ذیل ہے۔ خاکسار مرتّب)

"از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمدؐ باخویم مخدوم و مکرم منشی احمدؐ جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ۔ عنایت نامہ آں مخدوم پہنچا۔ اس عاجز کی غرض پہلے خط سے حج بیت اللہ کے بارہ میں صرف اسقدر تھی کہ سامان میسر ہونا چاہیئے۔ اب چونکہ خدا تعالیٰ نے زاد راہ میسر کر دیا، اور عزم مصمم ہی، اور ہر طرح سامان درست ہے۔ اس لئے اب یہ دعا کرتا ہوں، کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سُلطان القلم

(۳)

(از صاحبزادہ عبد المنان صاحب عمر ایم۔اے۔)

اوپر یہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسلوب بیان نہایت شستہ رفتہ، صاف، سلیس، بے تکلف، بے ساختہ، واضح اور سریع الفہم ہے۔ مضامین کی روانی وسلاست سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلم برداشتہ لکھتے چلے گئے ہیں۔ اور معانی کی کثرت یہ پکارتی ہے کہ ایک دریا اُمڈا ہوا چلا آتا ہے۔ آپکی تحریر میں دوراز کار استعارے۔ بعید از قیاس تلمیحیں، فضول تشبیہیں، بھونڈے مبالغے، بھدی ترکیبیں، پیچیدہ باتیں اور لفظی و معنوی تعقیدیں نہیں پائی جاتیں۔ بلکہ سلجھے ہوئے رواں اور دلنشیں اسلوب میں صاف صاف باتیں نظر آتی ہیں۔ اسمیں کہیں اہمال، اشکال یا اخلال نہیں۔ پیچیدہ سے پیچیدہ اور طویل سے طویل مسائل کو پوری طرح اپنا کر عام فہم انداز میں بیان فرما دیا ہے۔ انکو سمجھنے اور آپکے مافی الضمیر تک پہنچنے میں پڑھنے والے کو کبھی دِقت کا سامنا نہیں ہوتا۔ اور اس کا ذہن بے تکلف آپکی پرواز خیال کا ساتھ دیتا چلا جاتا ہے۔ آپکی تحریر اس رواں دواں اور صاف وشفاف دریا کی طرح ہے جس کی تہ کو بھی ہم دیکھ سکتے ہیں اور اس سلسلہ میں ہم نے آپکی کتب کے بہت سے اقتباسات بھی پیش کئے ہیں۔ ہمیں اقرار ہے کہ اسمیں طوالت ہوگئی۔ مگر یہ صرف اس امر کے اظہار کی غرض سے کہ آپکی تحریر کی پہلی خوبی کے متعلق جو دعویٰ کیا گیا تھا، وہ بے دلیل نہ رہے اور قارئین کرام کو معلوم ہو جائے، کہ تحریر کی یہ خوبی اور بلندی آپکے مختصر فقروں اور چند عبارتوں ہی میں نہیں پائی جاتی بلکہ اس کا دامن بہت وسیع ہے' اور ہر قسم کے مطالب پر پھیلا ہوا ہے۔ ہم نے ان اقتباسات کو قریباً اپنے تبصروں سے بھی خالی رکھا ہے۔ کیونکہ انکی خوبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خداوند کریم آپ سے یہ عمل قبول فرمائے، اور آپ کا یہ قصد موجب خوشنودی حضرت عزاسمہٗ ہو، اور آپ خیر و عافیت اور سلامتی سے جاویں۔ اور خیر و عافیت اور سلامتی سے بہ تحصیل مرضات اللہ واپس آویں۔ آمین یا رب العٰلمین۔

اور انشاء اللہ یہ عاجز آپ کے لئے بہت دعا کرے گا۔ آپ کے پچیس روپے پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے اس ناکارہ کی بہت مدد کی، اور خالصاً للہ اپنے قول اور فعل اور خدمت سے حمائت اور نصرت کا حق بجا لائے۔ جزاکم اللہ خیرالجزاءُ واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔ یہ عاجز یقین رکھتا ہے، کہ آپ کا یہ عمل بھی حج سے کم نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ دل تو آپکی اسقدر جدائی سے محزون اور مغموم رہیگا، لیکن آپ جس دولت اور سعادت کو حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں، اس فوزِ عظیم پر نظر کرنے سے انشراح خاطر ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا حافظ اور حامی رہے، اور یہ سفر من کُلِّ الوجوہ مبارک کرے۔ آمین۔

اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں، کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالیٰ میسر ہو تو اُس مقام محمود اور مبارک میں اِس احقر عباد اللہ کی طرف سے انہی لفظوں سے مسکنت اور غربت کے ساتھ بحضور دل ہاتھ اٹھا کر گوش گذار کریں کہ

اے ارحم الراحمین! ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ پُرخطا اور نالائق غلام احمدؐ جو تیری زمین ملک ہند میں ہے، اُس کی یہ عرض ہے، کہ اے ارحم الراحمین تُو مجھ سے راضی ہو، اور میرے خطیئات اور گناہوں کو بخش، کہ تُو غفور اور رحیم ہے۔ مجھ سے وہ کام کرا، جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال۔ اور میری زندگی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری موت اور میری ہر ایک قوت جو مجھے حاصل ہے، اپنی ہی راہ میں کر، اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ، اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار، اور اپنے ہی کامل محبین میں مجھے اٹھا۔ اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا، اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے، اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا۔ اور عاجز کے ہاتھ سے حجّتِ اسلام مخالفین پر اور اُن سب پر جو اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر۔ اور اِس عاجز اور اس کے محبّوں، مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کے ظلّ اور حمایت میں رکھ کر دین و دنیا میں آپ ان کا متکفل بن، اور اپنے رسول مقبول اور اس کے آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر۔ آمین یارب العالمین"۔

۱۰۔ والد صاحب کی وفات سے تھوڑا عرصہ بعد حضرت اقدسؑ تعزیت کیلئے لدھیانہ تشریف لائے۔ تھوڑی دیر قیام فرمایا۔ والد صاحب مرحوم کی محبت، اخلاص اور دینی خدمت کا ذکر فرماتے رہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے مع حاضرین دعا فرمائی۔ حضور علیہ السلام نے قرآن شریف کی آیت وَ کَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا، پڑھ کر فرمایا، کہ اِن دونوں بچوں پر مہربانی کرنے کی یہ وجہ تھی، کہ ان کا باپ صالح تھا۔ (ہم بھی اپنے باپ کے دو ہی لڑکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر بھی فضل فرمائے آمین) ؛

۱۱۔ یہ وقت بھی گذر گیا۔ کچھ مدت بعد حضور علیہ السلام کے ہاں صاحبزادہ بشیر احمدؓ صاحب (بشیر اوّل) متولد ہوئے۔ حضور انور کا خط احباب لدھیانہ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نام عقیقہ میں شمولیت کے لئے آیا۔ جس میں حضرت اقدس نے تحریر فرمایا تھا، کہ عقیقہ کا ساتواں دن اتوار کو پڑتا ہے۔ مگر کچھ قدرتی اسباب ایسے پیدا ہو گئے کہ عقیقہ بجائے اتوار کے پیر کے دن ہو گا۔ جس سے یہ الہام "دوشنبہ مبارک دوشنبہ" پورا ہوتا ہے۔ ہم سب احباب لدھیانہ سے قادیان پہنچے۔ یہ سفر قادیان کا میرا پہلا سفر تھا۔ اِس سے پہلے میں نے قادیان کو نہیں دیکھا تھا۔ مہمان مسجد اقصٰی میں ٹھہرے۔ عقیقہ میں ایک یا دو دن باقی تھے، کہ بارش شروع ہو گئی، اور تین دن لگاتار برستی رہی۔ قادیان کے چاروں طرف پانی ہی پانی ہو گیا۔ صاحبزادہ بشیر احمدؒ (اول) کا عقیقہ بیت الفکر میں ہوا، جو کہ بیت الذکر یعنی مسجد مبارک کے ساتھ کا حضورِ انور کے دولت خانہ کا کمرہ ہے، اور جس کا دروازہ مسجد مبارک کے دہنی طرف اب تک موجود ہے۔ حاضر مہمانوں کی تعداد اتنی تھی، کہ بیت الفکر میں گنجائش ہو گئی۔ مجھے یاد ہے، کہ صاحبزادہ بشیر احمدؒ اوّل مولوی رحیم بخش صاحب کی گود میں تھے، جس وقت کہ حجام نے ان کے سر کے بال اتارے۔ یہ مولوی رحیم بخش مولوی محمدؐ حسین صاحب بٹالوی کے والد تھے۔ عقیقہ کے بعد ایک دو دن مہمان ٹھہرے۔ پانی کا وہی عالم تھا۔ اگرچہ بارش بند ہو گئی تھی، لیکن راستہ پانی سے لبریز تھا۔ یکّہ پر اسباب لاد کر احباب پاپیادہ روانہ ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے پلاؤ کی دیگ ساتھ کر دی تھی۔ مجھے یاد ہے، کہ بٹالہ کے راستہ میں بعض جگہ پانی کمر تک پہنچ جاتا تھا۔ یکہ کے پہیئے پانی میں ڈوبے ہوئے تھے! اسی حال میں ہم بٹالہ کے اسٹیشن پر پہنچے۔ اسٹیشن بٹالہ پر حضرت میر ناصر نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ دو دن سے پانی کی وجہ سے رکے ہوئے تھے۔ جب ہم سٹیشن پر پہنچے، تو حضرت میر صاحب کی رخصت بھی ختم ہو چکی تھی، وہ بھی ہمارے ساتھ ریل پر واپس ہو گئے۔

۱۲۔ کچھ عرصہ بعد حضرت اقدسؑ مع اہل بیت لدھیانہ تشریف لے گئے۔ اور ہمارے مکان کے بالکل متصل ایک مکان میں فروکش ہوئے، اور بیعت کا اعلان کیا۔ اور اعلان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں پتہ بھی مقام لدھیانہ متصل مکان حاجی احمدؓ جان صاحب مرحوم تحریر فرمایا۔ تاریخ مقررہ پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور باقی احباب بیعت کرنے والے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضور علیہ السلام نے وہ کمرہ جو کہ اب دار البیعت کے نام سے موسوم ہے، بیعت لینے کے لئے تجویز فرمایا۔ سب سے پہلے حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا، اور بیعت لی۔ ان کے بعد ایک آتا، اور بیعت کر کے باہر چلا جاتا، اور دوسرے کو اندر بھیجتا۔ اسی طرح حضور انور نے ایک ایک کی جدا جدا بیعت لی۔ یہانتک کہ سارے دوست بیعت کر چکے اور کچھ عرصہ بعد حضور علیہ السلام قادیان تشریف لے گئے۔

۱۳۔ یہی زمانہ میری ہمشیرہ صغریٰ بیگم کی شادی کا ہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رشتے کے متعلق خط بھیجا۔ بفضلہ تعالیٰ بات قرار پا گئی۔ حضور علیہ السلام مع حضرت خلیفۂ اولؓ اور دیگر احباب شادی کے لئے لدھیانہ تشریف لائے، اور بعد نکاح مع دُلہن واپس تشریف لے گئے۔

۱۴۔ اس کے کچھ عرصہ بعد بحمد اللہ تعالیٰ ۱۸۹۲ء میں مَیں مع اہل و عیال لدھیانہ سے قادیان آرہا۔ اور حضور علیہ السلام نے اپنی رہائش کے مکان میں ہی ہمیں جگہ دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے حال پر بڑی مہربانی فرماتے تھے۔

۱۵۔ ایک روز حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا، کہ انسپکٹر مدارس آیا ہوا ہے، اس سے کہو کہ قادیان کے سکول میں تم کو رکھ لے۔ اُسوقت یہاں قادیان میں سوائے سرکاری پرائمری سکول کے اور کوئی سکول نہ تھا۔ اور اس وقت بھی وہ سکول اسی حالت میں اور اسی جگہ جاری تھا، جہاں اب ہے۔ (اب یہ سکول بند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو گیا ہے۔ خاکسار مرتّب)۔ عجیب بات ہے، کہ حضور نے نہ تو مجھے کوئی سفارش لکھ کر دی، نہ میں نے حضور کی خدمت میں اس کے متعلق عرض کیا، کہ حضور سفارش لکھدیں، نہ حضور کی انسپکٹر سے ملاقات ہوئی، اور نہ وہ آپکے معتقدین یا ارادتمندوں میں سے تھا۔ میں نے محض حضور کے ارشاد کی تعمیل میں انسپکٹر سے ملکر کہا کہ آپ مجھے قادیان کے پرائمری سکول میں مدرسی کی آسامی دیدیں۔ انہوں نے میری تعلیم وغیرہ کا حال پوچھا، اور کہا بہت اچھا، مَیں جاکر حکم بھیجدوں گا۔ چنانچہ اس نے قادیان جاکر میری تعیناتی کے متعلق باضابطہ کارروائی کی۔ اور میں قادیان کے سکول میں مدّرس ہو گیا۔

اُن دنوں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خورد سال تھے۔ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ میاں کو بھی سکول لے جایا کرو۔ مَیں حضرت اقدسؑ کے ارشاد کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کو بھی ساتھ لے جایا کرتا تھا۔

۱۶۔ اس کے بعد (۱۸۹۳ء میں) حضور علیہ السلام مع اہل بیت عبداللہ آتھم کے مباحثہ کے لئے امرتسر تشریف لے گئے، اور مجھے اپنے زنانہ مکان میں رہنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ حضور علیہ السلام جب واپس تشریف لائے۔ تب ہم اپنے اُس مکان میں جو حضور نے ہم کو رہنے کے لئے دیا ہوا تھا، واپس آگئے۔

۱۷۔ جب آتھم والی پیشگوئی کے پندرہ مہینے قریب اختتام ہوئے، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا، کہ بڑی مسجد میں جاکر پیشگوئی کے لئے دعا کریں۔ مجھے یاد ہے کہ ہم سب خدام بڑی مسجد میں جاکر علیحدہ علیحدہ دعا میں مصروف ہو گئے۔ احباب کی تضرعانہ دعاؤں اور ان کے رونے سے مسجد میں ایک شور پڑا ہوا تھا۔

مجھے وہ وقت بھی یاد ہے، کہ پندرہ مہینے کے آخری دن کو صبح کی نماز کے بعد حضور علیہ السلام نے مسجد مبارک میں فرمایا، کہ ہمیں یہ الہام ہوا ہے۔ اِطَّلَعَ اللّٰہُ عَلٰی هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ۔ اس وقت حضور علیہ السلام نے صرف الہام سنایا۔ زیادہ تفسیر نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمائی، یا ممکن ہے کچھ تفسیر فرمائی ہو، اور مجھے یاد نہ رہی ہو۔ بہرحال یہ الہام تو بلفظہٖ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ میں پانچ سال کے قریب عرصہ تک قادیان میں رہا۔ پھر مع اہل و عیال لدہیانہ چلا گیا۔ اس عرصہ میں سالانہ جلسوں پر مع عیال آتا رہا۔

۱۸۔ پھر ۱۹۰۱ء میں مع اہل و عیال قادیان ہجرت کرکے آگیا۔ اور بفضل خدا یہیں رہا۔ ۱۹۰۲ء میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اقدس کی اجازت سے محرری کے کام پر مجھے رکھ لیا۔ لنگر اور سکول کا چندہ اور حضرت اقدس کے خطوط کا جواب لکھنا میرے سپرد تھا۔ بفضل خدا مسلسل ڈاک کا کام کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۹۲۷ء میں بموجب قواعد ریٹائر ہو گیا۔

ذیل میں کچھ متفرق باتیں مختلف اوقات کی عرض کرتا ہوں :۔

۱۹۔ حضور علیہ السلام نے ایکدفعہ اپنی تقریر میں آیت شریف وَالَّذِیْ هُوَ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ پڑھ کر فرمایا، کہ اس میں مومن کی روحانی ترقی کا اشارہ ہے مومن مرتا ہے۔ اور زندہ ہوتا ہے اور اپنی روحانیت میں ترقی کرتا جاتا ہے۔

۲۰۔ حضرت اقدس کے ایک خادم تھے، جن کا نام پیرا ندتا تھا۔ ہم سب انکو پیرا ندا کہہ کر ہی بلاتے تھے۔ مگر حضور علیہ السلام جب بلاتے تو پیری دتہ کہہ کر بلاتے۔ یعنی میرے پیر اللہ کا دیا ہوا۔ یہ وہ توحید تھی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ خُذُوا التَّوْحِيْدَ التَّوْحِيْدَ يَا اَبْنَاءَ فَارِس

۲۱۔ حضرت سید المرسلین سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت، ادب اور تعظیم کا یہ عالم تھا، کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، حضور علیہ السلام چارپائی پر بیٹھے ہوئے کوئی مضمون لکھ رہے تھے۔ میں پاس کھڑا تھا۔ ایک مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام مبارک لکھا۔ مگر وہاں چاہیئے نہ تھا۔ حضور علیہ السلام نے اس پر قلم نہ پھیرا۔ بلکہ اسکے گرد اس طرح نشان بنادیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد

۲۲۔ اُس زمانہ میں جبکہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام نماز تھے۔ سابقہ دستور کے مطابق یہ طریق تھا کہ ہر نماز کے بعد امام اور مقتدی ہاتھ اٹھا کر دعا کیا کرتے تھے حضور علیہ السلام بھی اسی طرح کرتے تھے۔ وہ وقت مجھے خوب یاد ہے کیونکہ سب کے ساتھ مجھے بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی ہوتی تھی۔

۲۳۔ ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بھی بیٹھے تھے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز خود دعا ہے لیکن یہ ایک رواج ہو گیا ہے کہ لوگ نماز میں تو بے توجہی سے جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں۔ مگر جب سلام پھیرتے ہیں، تو پھر نہایت تضرع اور حضور قلب سے دعائیں مانگتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب کام نماز کے اندر کرنا چاہیئے، جس وقت کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر تھے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جب بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے، تو کچھ عرض نہ کی، اور جب دربار سے چلے گئے، تو درخواست کرنے لگے۔ سنت سے یہ ثابت نہیں ہوتا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پنجگانہ کے بعد بالالتزام ہاتھ اٹھا کر دعا کی ہو۔ اس تمام تقریر میں حضور علیہ السلام نے مولوی صاحب کو یہ اشارہ تک بھی نہ کیا، کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ یا اس طرح نہ کیا کریں لیکن حضرت مولوی صاحب نے جس وقت حضور علیہ السلام کی یہ تقریر سنی اس وقت سے نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا چھوڑ دی۔ جیسا کہ آج تک یہی طریق جاری ہے۔ اور نمازوں کے اندر ہی دعا کیجاتی ہے۔

۲۴۔ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے فرمایا، کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ عربی زبان سمجھ میں نہیں آتی، اس لئے نماز میں ترجمہ پڑھنا چاہیئے یہ صحیح نہیں اس سے اصل کی حفاظت نہیں رہتی۔ چاہیئے کہ قرآن شریف اور ادعیۂ ماثورہ مسنونہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں سب پڑھیں۔ علاوہ ان کے قیام، رکوع اور تشہد وغیرہ میں اپنی زبان میں بھی دعا کرنی چاہیئے۔ حضور نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے تو پنجابی یا اردو میں دعا کرنے کی ضرورت نہیں۔ دعا کرتا ہوں تو میری زبان سے تو عربی ہی نکلتی ہے۔ عربی میری مادری زبان کیطرح ہوگئی ہے۔

۲۵۔ ایک دفعہ زمانہ طاعون میں حضرت اقدس نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اندر ایک ایسا مادہ پیدا کر دیا ہے، کہ اگر طاعون کا کیڑا آئے تو فورًا ہلاک ہو جائے۔

۲۶۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اُس چوبارہ میں رہا کرتے تھے، جو بیت الفکر کی چھت پر قائم ہے۔ ایک فقیر پندرہ دن بعد پھیرا کیا کرتا تھا۔ خوب مٹا تازہ تھا۔ آواز بھی اس کی بلند تھی۔ نیچے کوچہ بندی میں چکّر لگاتا، اور ایک رقم معین کر کے مانگتا، اور حضور ہی سے لینے کا اشارہ کرتا، بلکہ نام بھی لے لیتا تھا۔ معلوم نہیں حضور کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔ کیونکہ رفتہ رفتہ اسکی رقم بڑھتی گئی۔ اور آنوں سے روپوں تک نوبت پہنچ گئی تھی۔ کسی دن تو اس کو پکارتے صبح سے دوپہر ہو جاتی۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم بڑے نازک مزاج تھے۔ انکو بہت تکلیف ہوتی۔ حضرت صاحب کی خدمت میں شکایت کرتے مگر حضور علیہ السلام سن کر خاموش رہتے معلوم ہوتا ہے ایکدن انکو بہت تکلیف ہوئی۔ اور جب حضرت اقدس مسجد مبارک میں تشریف لائے، تو مولوی صاحب عرض کرنے لگے، کہ حضور مجھے تو اس فقیر نے بہت تنگ کیا ہے۔ اگر حضور اشارہ بھی فرما دیتے تو خُدام اُسکو دُور چھوڑ آتے اور سمجھا دیتے کہ دوبارہ نہ آنا۔ مگر حضور علیہ السلام نے مولوی صاحب کی بات سُنکر فرمایا مولوی صاحب! ایک گدا ہوتا ہے اور دوسرا نر گدا ہوتا ہے۔ گدا کو تو جو دو لیکر چلا جاتا ہے۔ لیکن نر گدا اپنا مطلب پورا کئے بغیر نہیں ٹلتا۔ بندہ کو بھی اللہ تعالیٰ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضور ایسا ہی ہونا چاہیئے کہ دعا سے نہ تھکے، نہ ہٹے، جبتک کہ اس کا مقصد پورا نہ ہو، مانگے ہی جائے۔

۲۷۔ ایک روز حضور علیہ السلام نے مسجد مبارک میں فرمایا کہ جب ہم بچے تھے یہاں قادیان سے باہر ایک جھونپڑے میں ایک نابینا درویش رہا کرتا تھا۔ اس نے ایک مٹکہ رکھا ہوا تھا۔ انگریزی مہینے کی جب پہلی تاریخ ہوتی تو اس میں ایک کنکر ڈالدیتا۔ اسی طرح روزانہ ڈالتا رہتا۔ گاؤں میں جسکو مقدمہ کے لئے تاریخ معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی، اس کے پاس جاتا۔ وہ کنکر گن کر بتلا دیتا کہ آج یہ تاریخ ہے۔ ایک دن لڑکوں نے حافظ صاحب سے چھپا کر ایک مٹھی کنکروں کی اس کے مٹکے میں ڈال دی۔ گاؤں والے حسب معمول تاریخ پوچھنے آئے۔ حافظ صاحب نے کنکر نکال کر گننے شروع کئے۔ جب بہت سارے گنے تو کہنے لگے کہ آج تو کوئی بے حساب تاریخ ہے، پتہ نہیں لگتا۔ حضور علیہ السلام فرما کر خود بھی ہنسے اور حاضرین مجلس کو بھی ہنسایا۔ لیکن درحقیقت اللہ تعالےٰ کی بشارات کے مطابق قادیان کی ترقی کا خوش ہو ہو کر شکریہ ادا کیا۔

۲۸۔ شہتوت کے موسم میں حضور انور باغ میں تشریف لیجاتے۔ ایک جگہ بیٹھتے۔ چادر بچھا دیجاتی۔ احباب چادر کے چاروں طرف بیٹھتے۔ چادر پر بیدانہ کا ڈھیر لگا دیا جاتا۔ تب حضور علیہ السلام احباب کے ساتھ مل کر اسے تناول فرماتے۔

۲۹۔ حضور علیہ السلام صبح کی نماز کے بعد سورج نکلتے ہی احباب کے ساتھ تقریباً روزانہ ہی سیر کو تشریف لیجاتے۔ کبھی موضع بٹر کی طرف، کبھی بٹالہ کی پرانی سڑک کی طرف اور کبھی موضع نواں پنڈ کی سڑک کی طرف۔ لیکن اکثر اس سڑک پر تشریف لیجاتے جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی کوٹھی دارالحمد واقع ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اور یہ ذکر میں نے اسی لئے کیا ہے کہ حضور علیہ السلام اس مقام تک تشریف لیجایا کرتے تھے، جہاں دارالحمد کا پہلا پھاٹک ہے۔ وہاں دوراہہ بھی ہے۔ داہنی طرف ایک کیکر کا درخت ہوتا تھا۔ جس وقت وہاں پہنچے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو وہیں سے واپس ہو جاتے۔ اب میں جب بھی اس طرف جاتا ہوں۔ مجھے وہ وقت یاد آجاتا ہے۔

۳۰۔ حضور علیہ السلام نماز کی امامت نہیں فرمایا کرتے تھے، جو مسیح موعود کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ بہت ابتدائی زمانہ میں ایک مرتبہ مجھے حضرت اقدس کے پیچھے نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ حضور علیہ السلام کی قرأت اسقدر تضرعانہ اور دردمندانہ تھی کہ دل گداز ہو جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں زاری کرتے اور گڑگڑاتے ہیں

۳۱۔ حضرت اقدس نے ایک دفعہ سورہ فاتحہ کی تفسیر فرماتے ہوئے رب۔ رحمٰن رحیم کی رحمت کا بتدریج ذکر فرما کر پھر مالک کے لفظ کی اس طرح تفسیر کی، کہ یہ رحمت سابقہ رحمتوں سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔ کیونکہ جب مومن بندہ اللہ کا عبد بن گیا، اور اللہ اس کا مالک ہوگیا، تو وہ اللہ کا اور اللہ اسکا ہوگیا۔ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

۳۲۔ حضور علیہ السلام نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ مُنذر خوابیں اللہ تعالیٰ کیطرف سے اعلام ہیں۔ یہ اس لئے آیا کرتی ہیں کہ انسان کو پتہ لگجائے کہ کوئی تکلیف اور خطرہ آنیوالا ہے۔ تاکہ اسکا تدارک توبہ، اِنابت، دعا، استغفار اور صدقہ و خیرات سے کرے، اور آیندہ صلاحیت اختیار کرے۔

۳۳۔ غیر احمدی عزیز رشتہ دار کے جنازہ کے متعلق حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد تھا کہ سوائے نماز جنازہ کے سارے کام میّت کے کرے، جیسے نہلانا، کفن دفن کرنا، جنازہ لے جانا، میّت کے گھر والوں کو کھانا کھلانا وغیرہ۔ لیکن نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیئے۔

۳۴۔ حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے، کہ سنت نبویہ کو چھوڑ کر فقرا اور درویشوں نے ایسے طریقے ایجاد کر لئے ہیں، جن سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ذکر آرّہ کا ذکر کرتے اور فرماتے کہ اس طریق پر ذکر کرنے سے سِل کی بیماری ہو جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah
بجائے خود ظاہر و باہر ہے اور کسی وکیل کی وکالت اور ناقد کے تبصرہ کی محتاج نہیں۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔

اب ہم آپ کے کلام کی دوسری خوبی کو لیتے ہیں، اور بتاتے ہیں کہ آپ نے موضوع کے مطابق پیرایہ اور موقع کے موافق طرز بیان اختیار فرمایا ہے اور ہر جگہ خیال و زبان کا توازن قائم رکھا ہے۔

جو شخص ادبی گہرائیوں پر نظر رکھتا ہو جانتا ہے کہ ہر قسم کے کلام کا پیرایۂ بیان جدا ہوتا ہے۔ بہترین انداز تحریر وہ ہوتا ہے، جو اپنے موضوع سے ہم آہنگ ہو۔ ایک کامیاب ناول نگار اس سے بالکل مختلف انداز رکھتا ہے جو انداز کہ روزانہ اخبار کے مدیر کا ہوتا ہے۔ ایک محقق مؤرخ کا اسلوب محض داستان گو سے علیحدہ ہوتا ہے اور طبعیات کے ایک معلم کا طریق بیان جدا ہوتا ہے اُس خطیب کے انداز بیان سے جو حاضرین کے جذبات سے کھیلنا چاہتا ہے۔ اسی طرح جہاں نرمی و سہولت کا موقعہ ہوتا ہے وہاں سختی نازیبا معلوم ہوتی ہے اور جہاں گرمی و تیزی کی ضرورت ہو وہاں نرمی۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ ؎

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد

غالباً مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے اس نکتہ کا سمجھنا ذرا مشکل ہوگا کیونکہ وہ تو تفسیر القرآن جیسے پاکیزہ بیان میں بھی عامیانہ بلکہ سوقیانہ شعر خوانی کے خوگر ہیں۔

تحریر کی یہ خوبی جتنی اہم ہے اس سے زیادہ مشکل۔ مولوی نذیر احمد دہلوی کو اردو زبان کے اساتذہ میں جو درجہ حاصل ہے، وہ محتاج بیان نہیں۔ وہ ناول نگار بھی تھے اور مقرر بھی۔ مترجم بھی تھے اور مذہبی مباحث پر لکھنے والے بھی۔ انکی طرز میں بڑی سادگی، بڑی بے تکلفی، اور کہیں کہیں غضب کا زور، اور بڑی روانی پائی جاتی ہے۔ اور بقول مولوی عبدالحق صاحب "آپ ایسے ٹھیٹ' جاندار اور چسپاں الفاظ استعمال کرتے تھے کہ اُن سے بہتر سمجھ میں نہیں آسکتے۔" لیکن یہی نذیر احمد ہیں کہ موضوع کے مطابق طرز تحریر ان کے بس کی چیز نہ تھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳۵۔ حضور علیہ السلام ڈاک براہ راست خود لیتے، خود کھولتے اور پڑھ کر بعضوں پر اپنے قلم مبارک سے نوٹ تحریر فرما دیتے، اور جواب لکھنے کے لئے دیدیتے۔ میں محرر ڈاک تھا۔ انہیں سے اکثر حاجات اور مطالب کے خطوط ہوا کرتے تھے۔ حضور ان پر عموماً یہ نوٹ تحریر فرماتے تھے کہ انکو جواب میں لکھدیں کہ دعا اور استغفار بہت کریں۔

۳۶۔ حضور علیہ السلام احباب کی مجلس میں جو گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ اس میں عام طور پر دو باتوں کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ ایک تقویٰ کی اور دوسرے ابتلاء اور آزمائشوں کے وقت صبر اور استقلال کی۔ مجھے حضور علیہ السلام کا یہ آیت شریف پڑھنا یاد ہے۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ٥

۳۷۔ ایک مرتبہ ایک مجلس میں آیت شریف وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ پڑھ کر فرمایا کہ یہ دنیا و آخرۃ کی جنتیں ہیں۔

۳۸۔ ایک دن حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کیا گیا تھا، اور حضور پر نسیان غالب آگیا تھا۔ اگر یہ بات مان لی جائے، تو شریعت کے احکامات کا اعتبار نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا۔ اگر جادو کیا گیا تھا تو اس آیت کا استدلال صحیح نہیں رہتا۔

۳۹۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خوبصورت، خوب سیرت، خوش شکل، خوش وضع، ملیح، وجیہہ، سفید گندمی رنگ کے، معتدل الاعضاء، راست قامت، قوی اور شہ زور تھے۔ سوائے اس کے کہ حضور کے موئے مبارک حنا شدہ تھے، حضور میں بڑھاپے کی ایک بھی علامت نہ تھی۔ میں نے حضور کے پاس کھڑے ہو کر اندازہ لگایا کہ اگر کسی شخص کا قد ساڑھے پانچ فٹ ہو، تو اُسکا قد حضور کی قامت شریف کے بہت ہی قریب ہوگا ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تین نومسلم انگریزوں کے بیانات

ذیل میں ہم تین نوجوان انگریزوں کے تین مختصر مقالے درج کرتے ہیں، جو انہوں نے مسجد لنڈن میں ایک تقریب کے موقعہ پر پڑھے، جسکی صدارت مولانا جلال الدین صاحب شمس نے کی۔

انگریزوں کی احمدی برادری میں اضافہ کرنے والے اِن تین اصحاب کا تعارف کراتے ہوئے امام صاحب نے اسلام میں ابتدائی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ شروع میں آنحضرت صلعم پر ایمان لانے والے نوجوان ہی تھے۔ اور نوجوانوں کے ذریعہ ہی اللہ تعالےٰ نے روحانی انقلاب پیدا کیا تھا۔ ان تین نئے ممبروں کو خوش آمدید کہتے ہوئے امام صاحب نے ان کے حق میں جماعت کی نیک خواہشات کا اظہار کیا، اور ان کے لئے ایمان میں استقامت کے لئے دعا کی۔ اِن تین مقالوں میں سے پہلا مقالہ مسٹر منصور احمدؓ کا پرڈ کا تھا، جو یہ ہے:-

مشرقی علوم کے متعلق کتابیں پڑھنے سے مجھے پہلے پہل لفظ اسلام سے واقفیت ہوئی اُسوقت اس عظیم الشان لفظ کے معنے مجھے معلوم نہیں تھے۔ اس میں دلچسپی لینے کے بعد کچھ عرصہ تک میں نے بالعموم عربی مضامین پر مزید کتب کا مطالعہ کیا، جن میں انکے مصنفوں نے مسلم، اللہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، صلوٰۃ وغیرہ الفاظ استعمال کئے تھے۔ تب اللہ کے اس سچے مذہب میں میری دلچسپی بڑھ گئی۔ میں نے سوچا کہ اگر اسلام کے ذریعہ وحشی اور غیر منتظم عرب کسی نظام کے ماتحت لائے جا سکتے ہیں، تو اسمیں ضرور کوئی بڑی طاقت اور قوت ہوگی۔

مسجدوں کے متعلق مختلف بیانات پڑھ کر مجھے خیال آنے لگا، کہ کیا انگلینڈ یا خود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لنڈن میں کوئی مسجد ہوگی؟ میں نے اس کے بارے میں جستجو کی، تو مجھے معلوم ہؤا، کہ ساؤتھ فیلڈز میں ایک مسجد ہے۔ اس اثناء میں میرے دو اور دوستوں نے بھی اسلام کے متعلق چند کتابیں پڑھیں، اور میری طرح وہ بھی خدا کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھنے سے قاصر رہے۔ تب ہم نے مسجد جانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ایک روز اتوار کو بعد دوپہر ہم وہاں گئے۔ اور ہم نے امام مسجد مولانا جلال الدین صاحب شمس سے اپنا تعارف کرا کر انہیں بتایا کہ ہم اسلامی تعلیمات کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے بڑی مہربانی سے ہمارے سب سوالات کا جواب دیا اور خدا کے پسندیدہ مذہب اسلام کے تصوّرات اور مقاصد کو تفصیل سے بیان کیا۔

اسی سلسلہ میں مجھے احمدیہ جماعت سے بھی واقفیت ہوئی جو میرے نزدیک دنیاوی اخوت اور اللہ تعالےٰ کی حقیقی معرفت کا بہترین راستہ ہے۔ اس جماعت کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمدؑ مسیح موعود نے رکھی۔ اور اب یہ جماعت شاہراہ ترقی پر گامزن ہے، اور ساری دنیا کے مسلمانوں میں شہرت پا چکی ہے۔

کوئی پوچھ سکتا ہے، کہ کثیر التعداد مذاہب اور تحریکات کے ہوتے ہوئے احمدیت کا کیا مقصد ہے؟ "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کے بعض حصوں کے پڑھنے کے بعد میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کو پیدا کرنے کے بعد خدا نے بہت سے انبیاء مبعوث کئے، اور کوئی قوم بھی ایسی نہیں جس میں اس کا کوئی رسول نہ آیا ہو۔ احمدیت کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ ہمیں یہ تعلیم دیتی ہے، کہ ہر وہ شخص جو اللہ پر ایمان لاتا ہے، اسے اس کے تمام انبیاءؑ پر بھی ایمان لانا چاہیئے۔ نیز یہ کہ تمام آسمانی برکات اور روحانی انعامات، جن میں نبوت بھی شامل ہے، اب بھی جاری ہیں۔ یہ امر قابل افسوس ہے، کہ جرمنی کی تنظیم جماعت احمدیہ کی طرح نہیں ہوئی ورنہ دنیا بہت پُر امن جگہ ہوتی۔

جہانتک میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے، اسلام صرف مذہب ہی نہیں، بلکہ یہ ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکمل اور صحیح ضابطۂ حیات ہے۔ نماز کے بارے میں اسلام کی تعلیم بہت ہی اعلیٰ ہے۔ کیونکہ خدا کی عبادت کے مختلف ذریعے اور حالتیں سب صلوٰۃ میں جمع ہیں۔

میں پوری دیانتداری کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں، کہ میں نے اسلام کو انشراح صدر اور پورے اطمینان کے ساتھ قبول کیا ہے۔ اور میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

بالآخر میں جناب شمس صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات کو سمجھنے میں میری قابل قدر امداد فرمائی۔ خدا کی رحمت اور برکات ہم سب کے ساتھ ہوں۔ آمین

دوسرا مقالہ مسٹر حمید احمد لینڈ کا مندرجہ ذیل ہے:۔

میرے اسلام قبول کرنے کی وجہ یہ ہے، کہ برخلاف عیسائیت اور دوسرے مذاہب کے اسمیں تمام دعائیں بجائے بزرگوں اور شہداء کی معرفت کرنے کے بلاواسطہ سیدھی خدا سے کیجاتی ہیں، اور خدا کے شریک نہیں بنائے جاتے۔ جیسا کہ اسلام کے کلمہ شہادت میں مذکور ہے کہ "اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اس کے رسول ہیں"

اسلام ایک عملی مذہب بھی ہے اور یہ اسکی تعلیمات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ رمضان کے روزے اور نماز میں جھکنا۔ اسلام سوشلزم کی بھی ایک شکل ہے۔ کیونکہ یہ نسل انسانی کی مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ اسمیں دوسرے مذاہب کی طرح پروہتائی نہیں ہے۔ جب مسلمان نماز پڑھتے ہیں، تو انمیں سے کوئی ایک شخص امام بن کر نماز پڑھا سکتا ہے۔ اور نماز کے لئے یہ ضروری نہیں، کہ مسجد میں ہی ادا کیجائے، بلکہ وہ ہر جگہ پڑھی جا سکتی ہے۔ دیگر مذاہب کے مندروں اور گرجوں کی طرح مساجد سجائی نہیں جاتیں۔

اسلام نے تمام مذاہب کے انبیاء کو سچا مانا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے، کہ ہر قوم میں رسول آتے رہے ہیں۔ انمیں سے بعض کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ چھٹی سورۃ میں آتا ہے:۔

"اور ہم نے اُس (ابراہیم) کو اسحاق اور یعقوب دئے۔ ہم نے ان دونوں کو ہدایت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دی۔ اور اس سے قبل نوحؑ کو بھی ہم نے ہدایت دی تھی۔ اور اسکی ذریت میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ (کو بھی)۔ اسی طرح ہم احسان کرنیوالوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور (ہم نے) زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ (کو بھی ہدایت دی) وہ سب نیک تھے۔ اور اسمٰعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ (کو بھی ہدایت دی) ان سب کو ہم نے جہانوں پر فضیلت دی۔"

یہ آیات کھلے طور پر تمام مذاہب کے اتحاد میں ممد ہیں۔ قرآن شریف یہ بھی کہتا ہے، کہ بائبل کا پرانا اور نیا عہدنامہ دونوں محرف ہیں۔ یہ چند معلوم اور نامعلوم مصنفوں کی تصنیفیں ہیں۔ اور اپنی اصل تک ان کا سراغ نہیں لگایا جاسکتا۔ اور تاریخ بھی ایسا ہی کہتی ہے۔ اس کے برعکس قرآن مجید کی صحیح ابتداء معلوم ہوسکتی ہے۔ اور اسکی آیتیں بھی خدا تعالیٰ کے صحیح الہامات ہیں، جو خدا تعالےٰ سے جبرئیل کے ذریعہ نازل ہوئیں۔

قرآن مجید کا دعویٰ ہے، کہ اس زمانہ میں اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ چنانچہ فرمایا: "کوئی خدا نہیں مگر اللہ۔ وہ طاقتور اور دانا ہے۔ یقیناً خدا کے نزدیک سچا مذہب اسلام ہی ہے۔"

احمدیت ہمیں یہ تعلیم دیتی ہے، کہ قرآن شریف میں ہر زمانہ کے لئے ہدایت اور سب حالات کے لئے ضروری احکام موجود ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف کے خزائن ختم نہیں ہوسکتے۔ اور جس طرح کتابِ قدرت کے عجائبات لامحدود ہیں، اور بعد میں آنیوالا ہر زمانہ قدرت کے تازہ خواص اور نئی تاثیرات ظاہر کرتا ہے۔ یہی حال خدا کے کلام کا ہے۔ تاکہ خدا کے کام اور اس کے الفاظ میں تفاوت نہ رہے۔" (مفہوم)

دنیا کے سب مسلمان مکہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔ اور انمیں سے بہت سے وہاں حج کے لئے جاتے ہیں۔ اور یہ مسلمانوں کو متحد کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اسلام کو دیگر مذاہب پر بہت فوقیت حاصل ہے۔ کیونکہ یہ زندگی کا فلسفہ بھی ہے۔ اور بہت سے اسلامی ممالک میں یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیوانی قوانین کو منضبط کرتا ہے۔ اسلام میں بہت بلند اخلاقی تعلیم کے قوانین موجود ہیں۔ اکثر اسلامی ممالک میں قہوہ خانے نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے مسلمان منکرات کے عادی نہیں ہوتے۔

مسلمان اپنی سخاوت کے لئے بھی مشہور ہیں۔ یہ سب چیزیں ظاہر کرتی ہیں، کہ مسلمانوں کی روزمرہ کی زندگی میں اسلام کا کتنا زیادہ اثر ہے۔

نبیٔ اسلام اور مسیح موعود دونوں کے لئے پہلی کتابوں میں پیشگوئیاں موجود ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کتاب استثنا۔ باب ۱۸۔ آیت ۱۸ میں پیشگوئی ہے۔ یہاں لکھا ہے۔ کہ خدا ایک نبی مبعوث کرے گا جو اسرائیلیوں کے بھائیوں میں سے ہوگا، اور جو موسیٰ کی طرح صاحب شریعت ہوگا۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسماعیل کی اولاد میں سے تھے، جو اسرائیل کا بھائی تھا۔ حضور موسیٰ کی طرح ایک نئی شریعت یعنی قرآن مجید کے حامل تھے۔ مسیح موعود کے بارے میں پیشگوئی قرآن مجید میں درج ہے۔ سورہ صف میں ہے۔ "اور جب عیسیٰ بن مریمؑ نے کہا اے بنی اسرائیل یقیناً میں تمہاری طرف خدا تعالیٰ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ تصدیق کرتا ہوں اس کی جو مجھ سے پہلے تورات میں موجود ہے۔ اور بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیگا۔ اس کا نام احمدؐ ہوگا۔" یہ مسیح موعود کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔

اسلام دنیا کے ہر گوشہ میں پھیل رہا ہے۔ بالخصوص افریقہ میں جہاں احمدی ہر سال ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو احمدی بناتے ہیں۔ احمدیت اسلام میں واحد جماعت ہے، جس کے مبلغین تقریباً ہر براعظم میں موجود ہیں۔ اور میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام اور سچا فرقہ احمدیت ہی ہوگا۔"

تیسرا مقالہ مسٹر ناصر احمد سکرائیوز کا حسب ذیل ہے:۔

اسلام ایک پختہ اور معین مذہب ہے۔ اس کی تعلیم کا بنیادی اصول یہ ہے کہ بجز اللہ کے کوئی معبود نہیں، اور اسی کی پرستش کرنی چاہیئے۔ ایک مسلمان کے ذہن میں خدا کے برابر کوئی چیز نہیں ہوسکتی صرف ایک خدا پر یقین رکھنے کے بہت سے فوائد ہیں مثلاً یہ کہ انسان کو سچ اور جھوٹ میں صحیح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمیز کرنے کے لئے صرف ایک ہی سرچشمہ سے نکلے ہوئے اخلاقی اصول کے مطابق زندگی گذارنی چاہیئے۔ اگر وہ اپنے اعمال کا جائزہ ایک مرتبہ تو ایک طرز کے مرتّب قوانین سے کرے، اور دوسری مرتبہ کسی دوسری طرز کے قوانین سے، تو اپنے ان اعمال کے متعلق یہ فیصلہ کرنے کا کہ اس کے خدا کی نظر میں اُسکا حقیقی مقام کیا ہے اُسے کوئی ذریعہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

خدا نے دنیا سے کلام کیا۔ اور روحانی امور میں دنیا کی ہدایت اپنے مقدس نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فرمائی۔ خدا کا یہ کلام بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے قرآن شریف کی شکل میں صدیوں سے محفوظ چلا آتا ہے۔ قرآن مجید مذہبی اور اخلاقی قوانین کا مکمل ضابطہ اور وصال الٰہی پر مشتمل ہدایات کا کامل مجموعہ ہے۔

اسلام بعث بعد الموت پر ایمان لانے کو بھی ضروری قرار دیتا ہے۔ اگر مرنے کے بعد کوئی زندگی نہ ہو تو اِس دنیاوی زندگی کا کچھ مقصد نہیں ہو سکتا خواہ کوئی انسان سائنس یا آرٹ کے میدان میں کتنا ہی بڑا مقام رکھتا ہو، جب وہ مرجاتا ہے، تو اس کے تمام کارنامے دنیاوی لحاظ سے اس کے لئے ہیچ ہیں۔ ہو سکتا ہے، کہ اس کے مرنے کے بعد ان کا اثر اور لوگوں پر ہو اور وہ دوسرے فانی انسانوں کو ان کے سفرِ حیات میں مدد بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن اس کی موت کے بعد اس کے لئے وہ دنیاوی اعتبار سے بالکل بے فائدہ ہیں۔ کیا یہ خیال اپنے اندر کچھ بھی معقولیت رکھتا ہے، کہ دنیا میں سب انسانوں کے کام بیکار ہیں۔ اگر یہ درست ہوتا تو سب لوگ کہہ اٹھتے کہ "کیوں ہم علم کے لئے مارے مارے پھریں، اور نامعلوم کی کھوج میں سرگردان رہیں، جب کہ ہماری مساعی کا کوئی انعام یا بدلہ نہیں ملیگا" لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ لوگ ایسا خیال نہیں کرتے۔ اس لئے زندگی کا ضرور کوئی مقصد ہے۔ اس نتیجہ پر پہنچ کر ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اِس زمین سے اسکی روح کے پرواز کر جانے کے بعد انسان کو ضرور بدلہ ملنا چاہیئے۔ اِسی مقام پر ہمیں زندگی کی مشکل کا حل ملتا ہے۔ حیاتِ اُخروی میں انسان اپنی دنیاوی زندگی کے اعمال کا خدا سے فیصلہ حاصل کرتا ہے۔ یہ ظاہر ہے، کہ اکثر لوگ خدا کے قوانین کو توڑ کر اس دنیا میں اپنے ساتھی انسانوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ مگر وہ اس بصیر خدا کی نگاہ سے بچ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں سکتے، جو خالق کائنات اور ہر جگہ موجود ہے۔ حیاتِ اُخروی میں ان جرائم کی سزا ملے گی جو انسان اس دنیا میں کرتا ہے۔ لیکن اگر کوئی انسان اچھی زندگی بسر کرتا ہے، تو اسکو مرنے کے بعد کی زندگی سے کوئی خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔ خدائے رحمٰن و رحیم ایسے انسان کو خوش آمدید کہے گا۔ اور اسے جنت الفردوس میں جگہ دے گا۔ چونکہ حیاتِ اخروی انسانی زندگی کا منتہیٰ ہے اس لئے انسان کو خدا کے احکام کے مطابق اچھی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یقیناً وہی ہماری زندگی کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلامی تعلیم کی جو تشریحات فرمائی ہیں انکی روشنی میں اسلام اپنے انتہائی کمال کو پہنچ گیا ہے۔ درحقیقت احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ احمدیت ہر معقول پسند انسان کے لئے قابل قبول ہے۔ کیونکہ یہ چیز کو معقول رنگ اور قابل اطمینان طریق پر پیش کرتی ہے۔ مسیح کو صلیب دئے جانے کی جو تشریح احمدیت نے کی ہے وہ ان تمام بحثوں سے جنہیں دیکھنے کا مجھے موقعہ ملا ہے، زیادہ معقول ہے۔ مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا ہے، کہ مسیحؑ صلیب سے زندہ اتارے گئے۔ اس لئے جیسا کہ یہودیوں کا عقیدہ ہے، وہ جھوٹے نبی نہ تھے ؛

مسیح پر ایمان لانیکے باوجود عیسائی یہ مانتے ہیں، کہ وہ صلیب پر مارے گئے۔ بحالیکہ انکی اپنی مقدس کتاب بائبل کے مطابق جو مدعی نبوت صلیب پر مارا جائے وہ جھوٹا ہے۔ ان کے عقیدے غیر مستحکم نظر آتے ہیں، اور عوام کے توہمات اور خیالات کا نتیجہ معلوم دیتے ہیں، جو ایک وقت تو کچھ عقیدہ رکھتے ہیں، اور دوسرے وقت اپنی خواہشات کے مناسب حال اسمیں ترمیم کر لیتے ہیں۔ جب مسیحؑ کو صلیب پر سے اتار لیا گیا، تو ان کے زخموں کا علاج کیا گیا، اور صحت یاب ہونے کے بعد وہ اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں مشرق کیطرف چلے گئے۔ اور بالآخر ہندوستان میں پہنچکر کشمیر میں طبعی موت سے وفات پا گئے۔ چنانچہ انکی قبر آجتک سرینگر میں موجود ہے۔ ان تمام دعاوی کے دلائل اور اس سوال کی مفصل بحث حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" درج ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام تجرد اور رہبانیت کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ مذاہب جو انکی اجازت دیتے ہیں وہ جنسی تعلقات سے بچاؤ کے مؤید ہیں۔ جو درحقیقت انسان میں کمزوری کی علامت ہے، نہ کہ ایک اچھی خاصیت، جیسا کہ بعض لوگ اسے ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا نے ہمیں طاقت تولید بخشی ہی، تاکہ ہم نسل انسانی کو معدوم ہونے سے بچائیں۔ ہم کسی ہیجڑے کی بابت یہ نہیں کہہ سکتے، کہ وہ پاکدامن ہے۔ پاکدامنی ایک ایسا خاصہ ہے، جو خود احتیاطی اور قوتِ ارادی کے استعمال ہی سے حاصل ہوسکتا ہے۔ کسی مخنث میں شہوانی قوٰی نہیں پائے جا سکتے، اس لئے جنسی تعلقات کے معاملہ میں اُسے خود احتیاطی کے استعمال کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ ان دلائل کو خیالات کی معقول کڑی سمجھتے ہوئے جو شخص اپنے آپکو سوسائٹی سے علٰحدہ رکھتا ہے، وہ اپنے تئیں مخنث کی حالت میں کر لیتا ہے۔ چنانچہ جنسی امور کے متعلق دلائل جو مخنثوں کی غیر جانبداری کے بارہ میں پیش کئے جاتے ہیں وہ سب اِس پر صادق آتے ہیں۔ خدا نے انسان کو شادی کے ذریعہ اپنی شہوانی طاقتوں کے تقاضوں کو پورا کرنے کی اجازت دی ہے۔ صرف شادی ہی جائز ہے۔ اور جائز نکاح کے علاوہ دیگر تفریحات تعلیم الٰہی کے خلاف ہیں۔

بالآخر میں کہتا ہوں کہ وہ تمام لوگ جو روحانی تکالیف اور دنیا دی پھندوں اور برائیوں سے بچنا چاہتے ہیں، انہیں نجات کے لئے صرف خدا پر نظر رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ سب مدد خدا سے آتی ہے۔ اسلام کے ذریعہ سے ہی وہ خدا کے کلام کو پا سکتے ہیں، جو موجودہ وقت میں جبکہ دنیا گناہ کے سیاہ بادلوں میں گھری ہوئی ہے، روشن مینار کیطرح چمکتا ہے۔ (سن رائز)

مترجم سیّد نصیر احمد شاہ ایم۔ اے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اداریہ :-

مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے قارئین کرام جانتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہماری پیش کردہ تجویز کے مطابق ہم سے مناظرہ کرنے سے محض اس عذر پر پہلو تہی کر رہے ہیں، کہ اس طرح مباحثہ بہت طویل ہوجائے گا۔ (اہلحدیث ۲۴ جولائی) مگر سوال یہ ہے، کہ اگر اس مسئلہ کے جلد تر تصفیہ کے لئے وہ اتنے ہی بیتاب اور بے چین ہیں، تو پھر وہ تمہیدی امور کی دُم بلاوجہ کیوں کھینچتے چلے جارہے ہیں، اور کیوں ایسے طریق اختیار کر رہے ہیں، جن سے معاملہ بلاوجہ طول پکڑ جائے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں، کہ "ریویو" ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو شائع ہوجاتا ہے۔ اس کے پیش نظر ظاہر ہے، کہ انہیں اگر کوئی ایسی گوہر افشانی" کرنا ہوتی ہے، جس کے جلد تر جواب کی توقع انہیں ہم سے ہو، تو پھر اس کا درست طریق یہ ہے، کہ وہ ہر ماہ کے پہلے تین ہفتوں کے اندر جو کچھ کہنا چاہتے ہیں، کہہ لیا کریں۔ کیونکہ اس کے بعد ہمارا تقریباً تمام رسالہ پریس میں جاچکا ہوتا ہے۔ لیکن اس معاملہ میں جسے جلد تر ختم کرنے کے لئے وہ اپنے تئیں اسقدر مشتاق ظاہر کر رہے ہیں۔ انکی اپنی روش یہ ہے، کہ وہ مہینہ بھر مُنہ میں گھُنگیاں ڈالے بیٹھے رہتے ہیں، اور جب مہینہ ختم ہونے لگتا ہے، اور انکو علم ہوتا ہے، کہ اب کم سے کم ایک ماہ تک "ریویو" ان کا جواب نہ دے سکیگا، تو وہ کچھ فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لیجیے، کہ ماہ اپریل کے پرچہ میں ہم نے مولوی صاحب سے ان کے اس چیلنج کی توثیق چاہی تھی، جو انہوں نے برافروختگی کے عالم میں دیدیا تھا۔ اور انکی بوکھلاہٹ کے چند نمونے پیش کئے تھے۔ لیکن مولوی صاحب قریباً دو ماہ تک ان کے جواب سے ساکت رہے، اور آخر مئی کے آخری پرچہ میں جاکر "ریویو" کے جواب میں اس مباحثہ کے لئے اپنی تیاری کا اظہار فرمایا، اور اس طرح بلاوجہ تین ماہ کا وقفہ پڑگیا۔ بات صاف تھی۔ ہم نے ان سے صرف ان کے چیلنج کی توثیق چاہی تھی۔ وہ بڑی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور باوجود زبان پر پوری قدرت رکھنے کے وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ ان کا طرز تحریر" کچھ قصہ کہانیوں ہی میں مزہ دیتا ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں وہ کسی طرح کھپ نہیں سکتا اور مذہبی موضوعات کے لئے قطعًا ناموزون ہے" انکی تصنیف اُمہات الاُمۃ پر جولے دے ہوئی، اور اس کی بقیہ کا پیاں نذرِ آتش کرنا پڑیں، اسکی تمام تر ذمہ واری انکے اسی طرز تحریر پر ہے۔ انہوں نے بعض سنجیدہ مباحث قلم بند کرتے اور بعض آیات قرآنیہ کا ترجمہ کرنے میں ایسے رکیک اور سخیف الفاظ استعمال کئے ہیں، کہ انہیں پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ یقینًا مولوی نذیر احمدؒ نے بدنیتی سے ایسا نہیں کیا، بلکہ بقول انکے مدّاح سوانح نگار (مصنف حیات النّذیر) "ان کے بے لگام قلم کو با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار کا بھی پاس نہ رہا۔"

غرض موقعہ کے مناسب طرزِ تحریر اختیار کرنا ایک بڑی کٹھن منزل ہے، اور بعض بڑے بڑے انشاء پرداز بھی اپنی تمام تر قابلیتوں کے باوجود اس پر کاربند نہیں ہوسکے۔ مگر جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال یہ ہے کہ آپ نے اسکی پوری تفصیلات میں اس طرز تحریر کو ملحوظ رکھا، اور مختلف الموضوع مضامین کے لئے وہ پیرایہ اختیار کیا جس سے بہتر کوئی دوسرا پیرایہ ان موضوعات کے لئے موزون و مناسب نہیں ہوسکتا۔

مذہب آپکی تحریروں کا مرکزی نقطہ ہے۔ اور مذہبی مباحث کے لئے جس بلندی، متانت اور سنجیدگی کی ضرورت ہے وہ آپ کی عام طرز تحریر کا طُرۂ امتیاز ہے۔ پچھلے صفحات میں بطور نمونہ دکھایا جاچکا ہے کہ کس طرح آپ نے اپنی تعلیم پیش کی ہے، اپنے آنے کی اغراض بتائی ہیں، اپنی کامیابی کی پیشگوئیاں کی ہیں۔ ان پر جو اعتراضات ہوسکتے تھے انکا رد کیا ہے، مذہب کی روح سے جاہل علماء کی تہی دامنی اور اُن پیروں فقیروں کی روحانی بے بضاعتی کا ذکر فرمایا ہے، جن کی ساری علمیت اور نیکی و پاکبازی شملہ بمقدار علم بڑھانے اور جُبّہ و دستار کے مقدس بنانے میں اُلجھ کر رہ گئی ہے۔ پھر راہِ سلوک کی منازل بیان کی ہیں ملائک و شیاطین کے وجود پر لطیف بحثوں کے ذریعہ روشنی ڈالی ہے۔ سموات کی حقیقت بیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آسانی سے ۱۰ر اپریل اور ۱۷ر اپریل کے پرچوں میں سے کسی پرچہ میں ہماری تحریر کا جواب دے سکتے تھے۔ یا اگر یہ بھی نہیں تو ۲۴ر اپریل، یکم مئی، ۸ر مئی، ۱۵ر مئی یا ۲۲ر مئی کے "اہلحدیث" میں وہ اظہار خیال کر سکتے تھے۔ آخر اتنی طویل خاموشی کا کیا مطلب تھا۔ اس کے بعد باوجود ہمارے توجہ دلانے کے پھر آپ نے قریباً دو ماہ تک چُپ سادھے رکھی، اور پھر جب بولے تو اس کے لئے بھی "اہلحدیث" کا ۲۴ر جولائی کا پرچہ انتخاب کیا۔ تا کہ اس طرح کم از کم تین ماہ کا وقفہ اور پڑ جائے۔ تیسری دفعہ اس بوڑھی روح کو اگست کے آخر میں اپنے بڑھاپے کی غنودگی سے ہوش آیا۔ حالانکہ جو کچھ انہوں نے اپنے ۲۸ر اگست کے پرچہ میں لکھا، وہ سب کچھ اس سے پہلے ۷ر اگست، ۱۴ر اگست، ۲۱ر اگست کے پرچہ میں بھی کہہ سکتے تھے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا کہ ہمارے یکم ستمبر کو شائع ہونیوالے "ریویو" میں اس پر اظہار رائے ہو سکتا۔

اگر واقعی مولوی صاحب اس بحث کے بلد تر تصفیہ کے لئے بے تاب ہیں، اور ہماری تجویز پر طوالت کا بہانہ بنا کر انہوں نے گریز کی راہ اختیار نہیں کی، تو پھر انہوں نے بلا وجہ ہمارے جوابوں میں دو دو ماہ کا وقفہ کیوں ڈالا؟ اور اپنے "ارشادات" کے لئے "اہلحدیث" کے ایسے پرچوں کو کیوں انتخاب کیا، جن کی وجہ سے بحث کو آگے چلانے کے لئے خواہ مخواہ دو دو ماہ کا وقفہ پڑتا رہا۔

جو شخص ایک سیدھے سادے طریق بحث سے طوالت کے عذر پر گریز کر جائے، کیا اس کے لئے یہ روا ہے، کہ وہ تمہیدی امور کو لمبا کرتا چلا جائے، اور ایسی راہیں اختیار کرے، جن سے معاملہ بلا وجہ طول پکڑ جائے؟

۲۸ر اگست کے "اہلحدیث" میں مولوی صاحب نے جو کچھ فرمایا، اس کا آغاز انکی تعلّی بازی کے صدقہ اس چیز سے ہوا ہے، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب میں انہیں ایسی کامیابی ہوئی ہے، کہ باید و شاید۔ مولوی صاحب! اللہ تعالیٰ کا یہ جری جس کی مخالفت آپ نے اپنی جوانی کے زمانہ سے شروع کی تھی، اور اب آپ گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں، دنیا میں اکیلا تھا، جب اس نے اپنا دعویٰ پیش کیا۔ لیکن دنیا کی تمام تر مخالفتوں کے باوجود آج دنیا کے لاکھوں افراد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی غلامی کو اپنا فخر جانتے ہیں، اور دن بدن آپ جیسے مخالفوں کا دائرہ تنگ اور اس کا حلقۂ ارادت وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ابتدا میں یہ حالت تھی، کہ جب بُغْضُ الْمَالَ کی حدیث کے مطابق اس نے خدمت اسلام کے لئے اپنے مخالفوں کے واسطے انعامات مقرر کئے۔ تو کہنے والوں نے کہدیا، کہ مرزا کوڑی کوڑی کو محتاج ہے۔ لیکن اب آؤ قادیان میں آکر دیکھو کس طرح خدمتِ اسلام کے لئے اس کے متبعین لکھوکھا روپیہ بھیج رہے ہیں پھر یا تو اسکو اس کے چند تعلق داروں کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ یا اب زمین کے کناروں تک اس کی شہرت ہی۔ آپکے پیش رو بیچارے مولوی محمد حسین بٹالوی کے ہوتے اِس کوشش میں گھس گئے، کہ قادیان میں کوئی نہ آئے۔ لیکن نہ صرف آپ جیسے خود بھی اس کی ارادت میں پیادہ پا قادیان کیطرف کھچے چلے آئے، بلکہ یَاْتِیْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ وَيَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ کے مطابق قادیان میں دور دراز امصار و بلاد سے آنیوالوں کی اسقدر کثرت ہوئی، کہ سڑکوں میں گڑھے پڑ گئے۔ بہتوں نے چاہا کہ اس کی آواز کوئی نہ سُنے۔ لیکن آج چار دانگ عالم میں اس کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ مولوی صاحب! اگر یہی آپکی کامیابی ہے، تو یقیناً آپ بہت بڑے فاتح ہیں۔ لیکن اگر یہ سب کچھ آپکے علی الرغم ہوا، تو پھر اپنی کامیابی کا ڈھول پیٹتے ہوئے آپکو شرمانا چاہیئے۔

سلطان القلم کے زیرعنوان "ریویو" میں جو سلسلہ مضامین شائع ہو رہا ہے۔ بقول آپ کے بجوئے نہ بیزد کا مصداق ہے تعصب اور بدمذاقی کسی کی میراث نہیں۔ انکے تحت آپ جو چاہیں رائے رکھیں۔ لیکن انکی قدر و قیمت کا اصل اندازہ اُن خطوط سے ہوتا ہے، جو اس سلسلہ مضمون کو پڑھنے والوں نے ہمیں لکھے ہیں، جنمیں انکی بیحد تعریف کی گئی ہے اور آپکی لاف زنیوں کا مُدلّل اور مُنہ توڑ جواب قرار دیا گیا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات کے خلاف کوئی ٹھوس اور معقول بات نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ اِس موضوع پر محققانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اندازمیں کچھ لکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لیجئے جس بحث کا چیلنج انہوں نے فروری میں دیا تھا، آج نصف سال گذرنے کے بعد بھی وہ اس کے مبادیات میں ہی اُلجھے ہوئے ہیں۔ اور جیسا کہ ہم اوپر کی سطور میں ثابت کر چکے ہیں، اسکی تمام تر ذمہ داری اُنپرہے۔ اور اب دیکھیے غلط مبحث کے لئے یہ کہہ کر موضوع بحث کو بدلنے کی طرح ڈالی ہے، کہ:۔

"ہمارا دعویٰ پھر سُن لیجئے کہ مرزا صاحب نہ مجدد تھے نہ مسیح موعود نہ کرشن گوپال تھے نہ مہدی مسعود اور نہ قابل مصنف۔" (اہلحدیث ۲۸ر اگست)۔

قارئین کرام جانتے ہیں، کہ سب سے پہلے جب مولوی صاحب نے ہمیں چیلنج دیا، تو اس کے یہ الفاظ تھے :۔

"قادیانی ولاہوری ممبرو! دوسرے موضوعات پر تو آپ لوگوں نے بہت سے مباحثے کئے ہیں۔ اِس خاص موضوع پر بھی طبع آزمائی کرلو۔ کہ مرزا صاحب ایک قابل مصنّف بھی تھے یا نہیں۔" (اہلحدیث ۲۷ر فروری ۴۳ء)۔

اس کے بعد ۳ر اپریل کے پرچہ میں آپ نے "کیا مرزا صاحب ایک قابل مصنّف تھے؟" کے زیر عنوان اپنے اِس دعویٰ کی تکرار کی۔ اور لکھا کہ "یہ امر ثابت کرنا ہمارے ذمہ ہوگا کہ مرزا صاحب کوئی بڑے پایہ کے مصنف نہ تھے۔" پھر اسی صفحہ پہ آگے چل کر لکھا۔ کہ

"ہم جماعت مرزائیہ کی دونوں صنفوں (قادیانی ہوں یا لاہوری) کو چیلنج کرتے ہوئے اپنے دعویٰ کو دُہراتے ہیں کہ مرزا صاحب ایک قابل مصنّف نہ تھے۔" پھر ۲۹ر مئی کے "اہلحدیث" میں لکھا کہ "ہم جماعت مرزائیہ کو پُرزور چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ہمارے سامنے آکر اس موضوع پر بحث کریں کہ مرزا صاحب ایک قابل مصنّف تھے یا نہیں۔"

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ مولوی صاحب ابتک جس موضوع پر ہمیں مباحثہ کا چیلنج دیتے رہے، آج سات ماہ کے بعد محض غلط مبحث کے لئے اسمیں حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ مجددیت، مہدویت اور مسیحیت وغیرہ کو بھی شامل کر لیا۔ یقیناً ہم اِن موضوعات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر بحث کے لئے پہلے کی طرح آج بھی مردِ میدان ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس طرح خلط مبحث ہو جائے گا۔ مولوی صاحب انہیں سے جس موضوع پر چاہیں مناظرہ کا چیلنج دیکر دیکھ لیں لیکن خدارا اِس پہلو دار فقرہ بازی کو چھوڑ کر جو موضوع اس وقت زیر بحث ہے، اس پر اپنی توجہ کو مرکوز رکھیں۔

اکھاڑہ بازی کو چھوڑتے ہوئے ہم نے "ریویو" بابت ماہ جولائی میں مناظرہ کا ایک سیدھا سادہ طریق پیش کیا تھا، کہ مولوی صاحب اپنا پرچہ "اہلحدیث" میں شائع کر دیں۔ ہم اسکا جواب "ریویو" میں شائع کر دیں گے۔ اِس طریق سے نہ صرف یہ کہ اکھاڑہ بازی نہ ہوگی بلکہ "ریویو" اور "اہلحدیث" کے ناظرین بھی پوری طرح اس سے مستفیض ہو سکیں گے، جن کے سامنے یہ گفتگو شروع ہوئی ہے، اور جو اِس سلسلہ کی گذشتہ کڑیوں سے آگاہ ہیں، لیکن مولوی صاحب اِس ہر قسم کے اُلجھیڑوں سے پاک طریق فیصلہ کو تسلیم کرنے سے گریز کر گئے۔۔۔۔ (اہلحدیث ۲۴ر جولائی)۔ اور عذر یہ کیا، کہ "ریویو" ماہوار رسالہ ہے، وقت بہت لگ جائیگا مولوی صاحب نے اپنی تمام عمر حضرت مرزا صاحبؑ کی تکذیب میں برباد کر دی ہے۔ اب اگر اس سلسلہ میں چند ماہ اَور گذر جائیں اور مولوی صاحب کا بقول ان کے ایک جدید دعویٰ ثابت ہو جائے، تو اس کے پیش نظر یہ چند ماہ جو اس سلسلہ میں لگ جائیں گے، زیادہ نہیں۔ اور مبادیات کے طے کرنے میں جو نامعقول طریق مولوی صاحب نے اختیار کئے رکھا ہے، اس کو دیکھا جائے، تو انکے اِس عذر کی کچھ بھی حقیقت نہیں رہتی۔ لیکن تاہم انہیں گھر تک پہنچانے کے لئے ہم یہ صورت پیش کرتے ہیں، کہ مولوی صاحب اپنے مضامین "اہلحدیث" میں شائع کر دیں۔ ہم ان کا جواب "الفضل" میں جو روزانہ ہے شائع کر دیں گے۔ یہ طریق ایسا ہے جس میں وہ عذر ٹوٹ جاتا ہے، جو مولوی صاحب نے ہمارے پہلے طریق فیصلہ کو نہ ماننے کے لئے پیش کیا ہے۔ مولوی صاحب سے ہماری درخواست ہے، کہ وہ بھی، بے راہ روی اور پہلو دار فقرہ بازی کو چھوڑ کر اصل موضوع کے اندر رہ کر اِس صاف اور سیدھے طریق سے بحث کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شروع کریں۔ اور خدارا اگریز کا کوئی نیا پہلو تلاش کرنے کی کوشش نہ کریں۔

ایک لاکھ روپے کے انعامات احادیث میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے جو نشانات بتائے گئے ہیں، انہیں سے ایک یہ ہے، یُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلُهٗ اَحَدٌ۔ جس کا یہ مطلب ہے، کہ مسیح موعود آکر لوگوں کے روحانی افلاس اور باطنی ناداری کو دُور کرے گا، اور حقائق و معارف کے جواہرات ان کے سامنے رکھے گا، اور علوم حقہ کے موتیوں سے انکی جھولیاں اس طور پر بھر دے گا، کہ پھر وہ اس کے خواستگار نہ رہیں گے۔ لیکن اس حدیث نبویؐ کا ایک پہلو اس کے ظاہر سے بھی تعلق رکھتا ہے، جس کے مطابق حدیث کا مفہوم یہ ہے اکہ مسیح موعود کی صداقت کا ایک نشان یہ بھی ہوگا، کہ اس کی سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے لوگوں میں بطور انعام خطیر رقمیں لٹائی جائیں گی۔ لیکن انہیں قبول کرنے کی ہمت کسی میں نہ ہوگی۔ چنانچہ سب سے پہلے اس حدیث کی شوکت اور مسیح موعود کی صداقت کا اظہار جیسا کہ حدیث کے الفاظ میں خود حضرت مرزا صاحبؑ کے ہاتھ سے ہوا۔ اور حضورؑ نے ہزارہا روپیہ کے انعامات کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ اپنی سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ ہی کو دس ہزار روپیہ کے انعام کے ساتھ شائع کیا۔ پھر اس کے بعد اعجاز احمدی کا مقابلہ کرنے میں ایک اَور دس ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیا۔ اسی طرح لفظ تَوَفّٰی کی بحث میں فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ فاعل، ذی روح مفعول اور باب تفعّل ہو، تو لفظ توفّی کے معنی سوائے قبض روح کے اَور کچھ نہیں ہوتے۔ اور چیلنج کیا کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید، احادیث رسولؐ یا محاورۂ عرب میں اس کے خلاف ثابت کردے، تو اسے دس ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ غرض اسی طرح بہت سے مواقع پر اس سے کم و بیش رقوم بطور انعام حضورؑ نے پیش کیں۔ لیکن لَا یَقْبَلُهٗ اَحَدٌ کے مطابق کسی میں یہ ہمت نہ ہوئی، کہ ان خطیر رقوم کو لینے کے لئے آگے بڑھتا۔

آپ کے وصال کے بعد اس رنگ میں حدیث کی صداقت اور حضرت مسیح موعود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علیہ السلام کی سچائی کے اظہار کی سعادت جس خوش نصیب انسان کو حاصل ہوئی، وہ ہمارے مکرم و محترم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب آف سکندر آباد ہیں۔ آپ اب تک وقتاً فوقتاً ایک لاکھ روپیہ کے انعامات کا اعلان فرما چکے ہیں کس کس وقت اور کس کس موقعہ پر اور کن اشخاص کے لئے ان انعامات کا اعلان کیا گیا؟ اس کا مفصل تذکرہ خود سیٹھ صاحب موصوف نے ایک رسالہ میں کیا ہے۔ اس رسالہ میں ان انعامات کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) غیر مسلم اقوام کے لئے بیس ہزار روپیہ انعام۔ (۲) اہل اسلام کے لئے بیس ہزار روپیہ انعام۔ (۳) مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے اکیس ہزار روپیہ انعام۔ (۴) مولوی ثناء اللہ صاحب کے ہمخیالوں کے لئے دو ہزار روپیہ انعام۔ (۵) مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے اور گیارہ ہزار روپیہ انعام۔ (۶) انجمن اہل حدیث سکندر آباد کے لئے دو ہزار روپیہ انعام۔ (۷) مولوی محمدؐ علی صاحب امیر غیر مبائعین کیلئے ۲۲ ہزار روپیہ انعام (۸) مولوی محمدؐ علی صاحب کے ہم خیالوں کے لئے دو ہزار روپیہ انعام

اس رسالہ میں ان انعامات کی تفصیل کے علاوہ مندرجہ ذیل عنوانات پر بھی قابل قدر مضامین ہیں۔ (۱) انسان کی پیدائش کی غرض۔ (۲) خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی تمام مخلوق دونوں جہان میں فلاح پائے۔ (۳) ایک ربانی قانون جو دنیا کی تمام اقوام کو مسلّم ہے۔ (۴) اسلام کے پیشتر کے لوگ کس طرح مشرک ہو گئے؟ (۵) جہنمی زندگی۔ (۶) مبارک زندگی۔

علاوہ ازیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا وہ حلف بھی شامل ہے، جس میں حضور نے قسم کھا کر بیان کیا ہے کہ غیر مبائعین کے مقابلہ میں آپ کے عقائد سچے ہیں۔

رسالہ غیر مسلموں، غیر احمدیوں اور غیر مبائعین تینوں کے لئے عمدہ تبلیغی رسالہ ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ مندرجہ ذیل پتہ سے منگوا کر کثرت سے تقسیم کریں:-

الہ دین بلڈنگس سکندر آباد۔

معذرت | ان دنوں کاغذ اسقدر مہنگا ہو گیا ہے، لوگوں نے کتابیں چھاپنا بند کر دیا ہے۔ اور کاتب بیچارے بیکار ہو گئے ہیں۔ "ریویو" کے کاتب صاحب جو گذشتہ قریباً

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چارسال سے رسالہ کی کتابت کر رہے تھے، بیکاری سے تنگ آکر فوج میں بھرتی ہو گئے ہیں۔ کیونکہ رسالہ کے کام کے سوا اور کوئی قابل ذکر کام ان کے پاس نہ تھا۔ اور اس کی مزدوری اتنی نہ تھی، جو آجکل کے بڑھے ہوئے اخراجات کی کفیل ہو سکتی۔ اس لئے مجبوراً انہیں قلم چھوڑ کر شمشیر ہاتھ میں لینی پڑی۔

ان کے چلے جانے کے بعد ایک دوسرے کاتب کی خدمات حاصل کی ہیں، جو گو اپنے فن میں کافی مہارت رکھتے ہیں، مگر ایک ماہواری رسالہ کا کام ان کے لئے بالکل نیا ہے۔ انہوں نے رسالہ کی پہلی چند کاپیاں اتنے موٹے قلم اور کھلے کھلے خط میں لکھدی ہیں، جو کتابوں اور بالخصوص بچوں کی درسی کتابوں کے لئے زیادہ موزوں کہا جا سکتا ہے۔ ابتدائی کاپیوں کا قلم موٹا اور خط کھلا کھلا ہونیکی وجہ سے رسالہ میں اس مرتبہ گنجائش کم رہ گئی، اور ایک مضمون چھپنے سے رہ گیا۔ آخری کاپیوں میں اِس نقص کی اصلاح کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے آیندہ انشاء اللہ کتابت اصلی معیار پر آجائیگی۔ ہم معزز ناظرین سے کتابت کے اس نقص کی معذرت چاہتے ہیں۔ وَالْعُذْرُ عِنْدَ کِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ ؎

روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب

حضرت منشی ظفر احمد صاحب رض کپورتھلوی سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اولین صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت اقدس کی زندگی کے چند یہ واقعات اپنے صاحبزادہ جناب شیخ محمد احمد صاحب وکیل کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں لکھائے تھے۔ یہ مجموعہ اب چھپ گیا ہے قیمت فی نسخہ پانچ آنے ہے۔ یہ ایمان افروز روایات ہر احمدی کو ضرور پڑھنی اور اپنے بچوں کو پڑھانی چاہئیں۔

ملنے کا پتہ

مینیجر ریویو۔ اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکتبہ احمدیہ کی کتابیں

مکتبہ احمدیہ کی معرفت آپ ہندوستان کے ہر مصنف کی کتاب طلب فرما سکتے ہیں۔ اصل قیمت پر مہیا کی جائیگی۔ مکتبہ کی حسب ذیل کتابیں قبولیت عامہ حاصل کر چکی ہیں۔ آپ بھی طلب فرمائیں۔

اُسوہ حسنہ:۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب فاضل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سو احادیث کا اردو میں ترجمہ کیا ہے یہ اخلاقی و علمی اور عملی اسباق کا بینظیر مجموعہ ہے اس کے مطالعہ سے آپ اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے ہر خد و خال سے واقف ہو سکیں گے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ دنیا کے اس اعظم الشان مصلح نے کس طرح اپنے پاکیزہ اقوال سے انقلاب پیدا کیا۔ قادیان کے لڑکوں اور لڑکیوں کی درسگاہوں میں یہ کتاب بطور نصاب داخل ہے کیونکہ بچوں کیلئے یہ نہایت مفید ہے۔ ضخامت دو سو صفحات۔ کاغذ۔ کتابت اور طباعت نہایت عمدہ۔ قیمت فی نسخہ ۶/ ۔ تین نسخوں کی قیمت ایک روپیہ۔

گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کا قتل:۔ یہ کتاب گیانی واحد حسین صاحب کی تصنیف ہے اس میں سکھوں کے اس الزام کی تردید کی گئی ہے جو وہ سرہند کے مسلمان صوبیدار پر لگاتے ہیں کہ گورو صاحب کے بچوں کو اس نے اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے زندہ دیوار میں چنوا دیا تھا اور اسی ضمن میں وہ حضرت عالمگیر اورنگ زیب پر بھی تہمت لگاتے ہیں کہ یہ سب کچھ انکی پالیسی کے ماتحت ہوا تھا۔ گیانی صاحب نے اس کتاب میں خود سکھوں کی معتبر کتب سے اس الزام کی نہایت احسن پیرایہ میں تردید کی ہے۔ ملک کے مشہور ادیب مولانا عبد المجید صاحب سالک ایڈیٹر روزنامہ انقلاب نے اس کا دیباچہ لکھا ہے۔ مختلف اخبارات کے ایڈیٹروں نے اس پر شاندار ریویو کئے ہیں۔ کتاب سکھوں میں بکثرت شائع کرنے کے قابل ہے۔ کیونکہ سکھوں اور مسلمانوں میں اختلاف اور دشمنی کی جو خلیج ایسے الزامات کیوجہ سے حائل ہو گئی ہے اُسے پاٹنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ قیمت فی نسخہ ۲/ ۔ ایک روپیہ میں دس نسخے۔

ویدوں میں احمدؐ اور قادیان۔ یہ ایک نہایت عالمانہ مناظرہ ہے جو فاضل سنسکرت و عربی مولانا عبد اللہ ناصر الدین صاحب اور آریہ پنڈت ترلوک چند صاحب کے درمیان ہوا۔ موضوع مناظرہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ قیمت فی نسخہ ۱/ ۔ زیادہ تعداد میں خریدنے والے کو ۱/ فی نسخہ کے حساب سے دی جائیگی۔ ملنے کا پتہ

مینیجر مکتبہ احمدیہ۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تفسیرِ سروری

یعنے

جماعتِ احمدیہ کے مفسرِ قرآن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو (اردو) میں چھپتی رہی ہے اور جس میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے۔ اس کی گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارہ تک کی ہے مگر درحقیقت اس میں سارے قرآن مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے اس کے پڑھنے سے حسبِ استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے رسالہ ریویو کے سائز پر اس کے کل دو ہزار صفحے ہیں پہلے اس کی قیمت پندرہ روپے تھی مگر اب بعض فوری ضروریات کیوجہ سے اس کی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے۔ آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام مینجر ریویو (اردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرالیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گا۔ مجلّد کی قیمت ساڑھے سات روپیہ ہے۔

پیشوایانِ مذاہب نمبر

رسالہ "ریویو" اردو کے پیشوایان مذاہب نمبر کچھ نسخے برائے فروخت موجود ہیں۔ اسمیں مہاتما بدھؑ، کنفیوشس، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت کرشنؑ اور حضرت بابا نانکؒ کی زندگیوں اور تعلیمات پر نہایت محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس رسالہ کو تمام حلقوں میں نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ پانچ آنے کے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں ۔

"ریویو" کے پرانے فائل

رسالہ "ریویو" کے پرانے فائل جن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں، جو کسی اور جگہ شائع نہیں ہوئے، قابلِ فروخت ہیں۔ ان فائلوں میں اور بھی بہت سے نہایت قیمتی مضامین ہیں ہر احمدی کو ان کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قیمت کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کیجیئے۔ مکمل چالیس سال کی جلدیں خریدنے والوں کو خاص رعایت کیجائیگی۔

ملنے کا پتہ: مینجر رسالہ ریویو اردو قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیّتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کیجاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع دے۔

نمبر ۶۲۴۴ - منکہ محمدی بی بی بیوہ میاں شیر محمد صاحب مرحوم قوم قریشی پیشہ امور خانہ داری عمر تقریباً ۷۰ سال ساکن موضع پھیرو چیچی حال قادیان بقائمی ہوش و حواس و بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ ظہور ۱۳۲۱ ہش (اگست ۱۹۴۲ء) حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد مہر یک صد روپیہ کے اور کوئی نہیں۔ میں اس رقم کے ۱/۳ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ یہ رقم میں انشاء اللہ اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کرونگی۔ اگر خدانخواستہ میں یہ رقم ادا نہ کرسکوں تو میرے بھانجے قریشی محمد عبداللہ صاحب اس رقم کی ادائیگی کے ذمہ وار ہوں گے۔ اس کے علاوہ میری اسوقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ اگر میری وفات کے بعد میری اور کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی۔ العبد:- محمدی بی بی (نشان انگوٹھا)۔ گواہ شد شیخ محمد قریشی بقلم خود سکرٹری وصایا حلقہ مسجد اقصیٰ۔ گواہ شد۔ قریشی محمد عبداللہ بقلم خود حلقہ مسجد اقصیٰ قادیان۔ ۴۲-۹-۲۱۔

نمبر ۶۱۳۲ - منکہ اللہ دتا ولد محکم دین قوم جٹ ڈینس پیشہ کاشتکاری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن پیرو شاہ ڈاکخانہ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۲۱ ۳/۱۳۲۱ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ اراضی ۱۵ گھماؤں چاہی و بارانی واقع موضع پیرو شاہ تحصیل و ضلع گورداسپور۔ قیمتی اندازاً ۳۵۰۰ روپے ہے جو کہ میری جدی ملکیت ہے۔ میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ مکانات سکونتی جو کہ معمولی حیثیت کے تھے وہ میرے لڑکوں کے قبضہ میں ہیں اور میں آج سے عرصہ تقریباً ۱۰-۱۲ سال پہلے اپنے لڑکوں میں مناسب طور پر تقسیم کر کے قبضہ دے چکا ہوں اور اب انہوں نے اپنی مرضی کے مطابق مکان تعمیر کرلئے ہوئے ہیں۔ گویا اس لحاظ سے وہ مکانات اُن لڑکوں کے ہیں اور وہ میری جائداد نہیں ہیں صرف یہ ۱۵ گھماؤں زمین ہی ہے۔ اگر میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی پوری قیمت یا اس کا کوئی جزو اپنی زندگی میں ادا کروں تو ایسی ادا کردہ رقم حصہ وصیت کردہ میں سے منہا تصور ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں حصہ وصیت نقد یا بصورت زمین صدر انجمن احمدیہ کو نہ دے سکوں تو میرے ورثاء اس بات کے پابند ہوں گے کہ وہ یا تو خود وصیت کردہ کی قیمت ادا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمائی ہے۔ دعا اور استجابت دعا کی فلاسفی بتائی ہے۔ انکی ماہیت اور ضرورت متعین فرمائی ہے۔ بعض آیات قرآنیہ کی تفسیر لکھی ہے۔ کیا زبان کہیں بھی ثقاہت و سنجیدگی کے درجہ سے گری ہے؟ اور اسمیں کہیں بھی سخافت، عامیانہ پن اور ابتذال آیا ہے؟

مذہب اور روحانیت کے حقائق و معارف کی صحت و باریکی، شاعرانہ صنّاعی اور تراش خراش کو قبول نہیں کرتی۔ اور ایسی رنگینی اور آرائش لفظی لطیف مسائل کی لطافت کو فنا کر دیتی ہے۔ حضرت اقدسؑ کا عام اسلوب تو سادہ، سلیس اور بے تکلف ہے لیکن اس کے ساتھ ہی جہاں ایسے خیالات کے اظہار کا موقعہ آجائے جن کے ادا کرنے کا سادہ اسلوب متحمل نہیں ہوسکتا، یا اس میں اثر پذیری کا جوہر نہیں رہتا، تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس موقعہ پر آپ کے کلام میں صنائع و بدائع بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ایک ایک کر کے ایسے مواقع پر تمام Figures of speech کو جلوہ نمائی کا موقعہ ملجاتا ہے۔ کلام کی یہ موٹی موٹی قسمیں حسب ذیل ہیں:۔

تشبیہ۔ تمثیل۔ استعارہ۔ کنایہ۔ Personification (جس میں بیجان چیزوں کیطرف زندگی اور شعور منسوب کر کے بیان کی دلچسپی بڑھا دیجاتی ہے) صفت تضاد۔ استفہام۔ فجائیت۔ طنز۔ طباق۔ عکس و تبدیل۔ لف و نشر۔ تجرید۔ تاکید الذم بما یشبہ المدح۔ تاکید المدح بما یشبہ الذم۔ تنسیق الصّفات اور تلمیح۔ اب ترتیب وار سب کی مثالیں سُن لیجئے۔[1]

ایک کامیاب مصنف کی تحریر میں نہ تو ہمیشہ چھوٹے چھوٹے فقرے جمع ہوتے ہیں

---

[1] مضمون کو طوالت سے بچانے کے لئے سردست مثالوں والا حصہ نظر انداز کیا جاتا ہے۔ حضرت اقدسؑ کی تحریروں میں ایسے جواہر ریزے بکثرت پھیلے ہوئے ہیں۔ جس شخص کو اُن تحریروں کے پڑھنے کا موقعہ ملاہے اسکی نظر اُن پر پڑی ہوگی۔ ایڈیٹر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کردیں یا اراضی کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالہ کردیں۔ نیز اس کے علاوہ اگر بوقت وفات میری کوئی اور جائداد بھی ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ ہوگی اور میرے ورثاء کو اس میں اعتراض کا کوئی حق نہ ہوگا۔ میرے بیٹے اس اراضی کو کاشت کرتے ہیں جن میں سے میں کل آمد کا ۱/۴ حصہ لیتا ہوں۔ پس مجھے جو آمد آئیگی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اِسوقت مجھ کو اندازاً آمد پچاس روپیہ سالانہ ہے۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ پانچ روپے سالانہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ العبد۔ اللہ دتا موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ سربلند خان احمدی صدر محلہ دار الفتوح۔ گواہ شد۔ خواجہ عبدالکریم خالد کلرک۔

نمبر ۶۲۱۹ منکہ عبدالحمید ولد چوہدری محمد یعقوب صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی چک ۱۲۱ گ ب گوکھووال ڈاک خانہ لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ ر ماہ وفا ۱۳۲۱ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اِسوقت میری کوئی جائداد نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ مبلغ ۴۶ روپے ہے۔ میں ۱/۱۰ حصہ آمد کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد میرے مرنے سے پیشتر یا مرتے وقت کوئی جائداد میسر ہو جائے تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی اور میرے مرنے کے بعد اگر میری کوئی جائداد ثابت ہو جاوے تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ عبدالحمید سیکنڈ بٹالین ایم کمپنی آئی۔ اے او۔ سی جبل پور۔ گواہ شد۔ عبدالعزیز چک ۹۹ شمالی حال جبلپور۔ گواہ شد:۔ غلام مصطفےٰ کلرک جبل پور۔

نمبر ۶۲۵۲ منکہ محمد یونس ولد محبوب بخش قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن دہلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱/۷/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اِسوقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان مشترکہ موسومہ شمیم منزل بارہ دری شیر افگن خان بلیماراں دہلی میں ہے اسمیں سے میں ۴ ۱/۲ ہزار روپے کا مالک ہوں۔ اسکی کل قیمت ۱۲ ہزار روپیہ تھی جب خریدا تھا۔ میں اس جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میں اس وقت بیکار ہوں لیکن ملازمت ملنے والی ہے جو تنخواہ مقرر ہوگی اسکی اطلاع دونگا اور تا زیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیز میرے مرنے پر کوئی اَور جائداد میری ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ محمد یونس احمدی ۳۱-۸-۴۲۔ گواہ شد عبدالرحمن مدرس مدرسہ احمدیہ۔ گواہ شد۔ محمد اکبر دین بقلم خود۔ گواہ شد۔ فردوس سلطان حصہ دار (نشان انگوٹھا) گواہ شد۔ رحیم الدین بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد اسلام احمدی لائبریرین انجمن احمدیہ دہلی۔ گواہ شد۔ خضر سلطانہ بقلم خود اہلیہ محمد یونس۔ گواہ شد۔ احسان الدین

نمبر ۶۲۵۱ منکہ اقبال بیگم زوجہ شیخ محمد اکرام صاحب قوم شیخ عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت ۹ر جنوری ۱۹۱۹ء ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۴-۸-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اِسوقت میری جائداد صرف پانصد روپے حق مہر والا ہے جو خاوندم سے وصول کر کے لڑکیوں کو تقسیم کردی ہے۔ اب اور کوئی جائداد اور نہ ہی کوئی آمدنی ہے۔ مندرجہ بالا رقم کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق مقبرہ بہشتی صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتی ہوں۔ اگر میری موت کے بعد کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۱/۱۰ حصہ کی رقم مبلغ ۵۰ روپے بعد منظوری پیش خدمت کردی جائے گی اور موازی ۴ر بطور چندہ ماہوار بھی ادا کرتی رہوں گی الامۃ۔ اقبال بیگم زوجہ شیخ محمد اکرام قادیان۔ دارالفتوح۔ گواہ شد۔ شیخ محمد اکرام تاجر قادیان۔ گواہ شد۔ شیر علی عفی عنہ قادیان دارالامان۔

نمبر ۶۲۵۰ منکہ بشیر احمد ڈار ولد عبدالکریم صاحب ڈار قوم ڈار پیشہ طالب علم بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸-۸-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ اور مجھے اپنے والد صاحب بزرگوار کیطرف سے مبلغ ۵ روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتا ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جسقدر بھی میری جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ رخصتوں کے ایام میں مجھے جیب خرچ نہیں ملتا۔ اس لئے اس عرصہ میں مقررہ رقم کی ادائیگی میرے ذمہ واجب الادا نہ ہوگی۔ اگر میری زندگی میں انشاء اللہ میری آمد کی کوئی صورت پیدا ہوگی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میری آیندہ جائداد پیدا ہوگی تو اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد۔ بشیر احمد ڈار۔ گواہ شد غلام محمد صدر محلہ دارالرحمت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان ۔ گواہ شد ۔ قاضی عبداللہ دارالرحمت قادیان ۔ **نمبر ۶۲۴۹** ۔ بھاگن بیوہ میراں بخش قوم ارائیں عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن بھیروچیچی ڈاکخانہ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۳/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میری موجودہ جائداد ایک عدد مکان خام ہے اور کچھ صحن ہے اور اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں سو میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور اسکی قیمت اندازاً ۱۲۵ روپے ہے ۔ میں انشاء اللہ تازیست اس پر قائم رہوں گی خدا تعالیٰ میری اس وصیت کو قبول فرمائے ۔ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ الامۃ ۔ بھاگن سکنہ بھیروچیچی (نشان انگوٹھا) گواہ شد ۔ سلطان علی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بھیروچیچی ۔ گواہ شد ۔ دین محمد پسر بھاگن صاحبہ ۔ **نمبر ۶۲۳۰** منکہ سید ارتضیٰ علی ولد سید آغا علی صاحب قوم سید پیشہ عمر قریباً ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۱ء ساکن لکھنؤ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۶/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری غیر منقولہ جائداد اسوقت دس کنال زمین قیمتی اڑہائی ہزار روپیہ ہے اور قریباً مبلغ دس ہزار روپیہ ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں جو باقساط ایک سال کے اندر ادا کردوں گا ۔ اس کے علاوہ میرے مرنے کے بعد جو بھی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی ۔ لیکن وہ رقم یا جائداد جو میں اپنی زندگی میں ادا کرچکا ہوں گا وہ اسمیں سے منہا متصور ہوگی ۔ میں تجارتی کاروبار کرتا ہوں جس کا سالانہ حساب ہوتا ہے اس آمدنی پر ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا ۔ العبد ۔ سید ارتضیٰ علی بقلم خود حال وارد ۱۷۵۲ دریا گنج دہلی ۔ گواہ شد ۔ مرزا منیر احمد ۔ گواہ شد ۔ نذیر احمد امیر جماعت احمدیہ دہلی ۔ **نمبر ۶۲۳۱** منکہ محمد شریف ولد محمد عظیم صاحب قوم قریشی ہاشمی پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن گجوچک ڈاکخانہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ ۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ۔ صرف ماہوار ملازمت ہے جس کی تنخواہ آجکل ۲۹ روپے ۱۲ آنے ہے ۔ میں تازیست اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا ۔ آمدنی کی کمی بیشی کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ دیتا رہوں گا ۔ نیز میری وفات پر اگر میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ العبد محمد شریف ہاشمی بقلم خود ۔ گواہ شد فضل الٰہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ولد کرم الٰہی سکنہ قادیان۔ گواہ شد ابراہیم ولد کرم دین بھینی بانگر۔ نمبر ۶۲۴۷۔ منکہ عنایت بیگم احمدی بنت امام الدین زوجہ قاضی محمد سعد اللہ صاحب قوم قریشی شیخ عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۲ر اپریل ۱۹۲۰ء ساکن کھنہ ڈاکخانہ خاص ضلع لدھیانہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۴/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا مہر ۳۲ روپے ۶ر اور زیور ۶۷ روپے ۱۰ر ہے جسکی تفصیل الگ شامل کر دی ہے۔ کل ۱۰۰ روپے ہیں خدا کے فضل سے بقائمی ہوش و حواس ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میری اس وصیت کو قبول فرمائے۔ میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ نشان انگوٹھا عنایت بیگم۔ گواہ شد حکیم فقیر احمد خان احمدی جالندھر چھاؤنی۔ گواہ شد ولی محمد پنشنر محلہ دار الفضل۔

نمبر ۶۲۴۶۔ منکہ سکینہ بیگم زوجہ عبد الغنی قوم دوہای پیشہ درزی عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۴/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اسوقت میری جائداد منقولہ حسب ذیل ہے۔ کانٹے طلائی ۴ ماشہ ۳۷ روپے ۸ر۔ حق مہر بذمہ خاوند ۱۰۰ روپے۔ کل ۱۳۷ روپے ۸ر ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرتی ہوں۔ میری غیر منقولہ جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے۔ اگر میرے مرنے کے بعد مذکورۃ الصدر جائداد کے علاوہ کوئی جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ سکینہ بیگم بقلم خود زوجہ عبد الغنی صاحب درزی محلہ مسجد فضل قادیان۔ گواہ شد عبد الغنی بقلم خود خاوند موصیہ۔ گواہ شد محمد عبد اللہ جلد ساز بقلم خود۔

نمبر ۶۲۴۳۔ منکہ حکیم ناظر حسین ولد حکیم دین محمد صاحب قوم راجپوت چوہان پیشہ حکمت عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن بھینی بانگر محلہ قادیان ڈاکخانہ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۴/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری حسب ذیل غیر منقولہ جائداد ہے۔ ایک عدد مکان خام واقع موضع بھینی بانگر تحصیل گورداسپور میرے پاس موجود ہے جو کہ میری اہلیہ سے مشترکہ ہے۔ اسکی قیمت مبلغ ۳۰۰ روپے ہے اسمیں سے میرا حصہ مبلغ ۱۵۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ ۵ مرلہ اراضی سکنی مبلغ ۴۰ روپے واقع بھینی بانگر میرے قبضہ میں ہے جو کہ میں نے مذکورہ بالا رقم کے عوض خرید کی ہوئی ہے۔ اس طرح کل جائداد غیر منقولہ ۱۹۰ روپے کی ہوئی۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ چونکہ اس وقت میرا گذارہ غیر معین آمد پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے جو کہ حکمت کی صورت میں مجھے وصول ہوتی ہے جو کہ اندازاً ۱۰۰ روپے سالانہ ہے۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کو سال تمام میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان تا زیست کرواتا رہوں گا۔ اگر اس کے علاوہ مجھے کسی صورت میں بھی آمد ثابت ہوئی تو اسکا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرا دوں گا اور آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ نیز میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر جو بھی جائداد اس کے علاوہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر کوئی جائداد آئندہ پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد (حکیم) ناظر حسین قادیان محلہ بھینی بانگر۔ گواہ شد عبدالرحمٰن بی۔اے موصی ہرسیاں۔ گواہ شد۔ بدرالدین ہرسیاں۔

نمبر ۶۲۰۵ ۔منکہ سید ناصرالدین شریف احمدؐ المعروف سید ناصر احمدؐ ولد سید ارتضےٰ علی صاحب قوم سید طالب علم پیدائشی احمدی سکنہ لکھنؤ صوبہ یو۔پی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۶/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔میں ہنوز تعلیم پا رہا ہوں۔ مجھے اپنے والد صاحب سے ۵؍ ماہوار جیب خرچ ملتا ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ میرے مرنے کے بعد جو بھی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری عمر ۲۰/۵/۴۴ کو ۱۸ سال کی ہوگئی ہے۔ العبد سید ناصر احمدؐ بقلم خود۔ گواہ شد مرزا منیر احمدؐ۔ گواہ شد۔ سید ارتضےٰ علی والد موصی

نمبر ۶۲۴۵ ۔منکہ مشتاق احمدؐ احمدی ولد ڈاکٹر بشیر احمدؐ صاحب شاد احمدی قوم ارائیں پیشہ طالب علمی عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن کانپور حال قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۶/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اسوقت دسویں جماعت میں پڑھ رہا ہوں اور مجھے والد صاحب گاہے بگاہے ۱۰ یا ۱۵ روپے خرچ کے لئے دیتے ہیں جس کا ماہوار اوسط ۵ روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ میرے مرنے کے بعد اگر میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں نے اپنی زندگی میں کچھ حصہ وصیت کا ادا کر دیا ہوگا تو وہ اس میں سے منہا سمجھا جائے گا۔ آئندہ جو جائداد پیدا کروں گا اسکی اطلاع دیتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہونگا اور یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔ العبد مشتاق احمدؐ احمدی بقلم خود۔ گواہ شد بشیر احمدؐ شاد احمدی بقلم خود۔ گواہ شد مختار احمدؐ شاہجہانپوری ٭ نمبر ۶۲۱۴۲ منکہ امۃ الکلثوم زوجہ حکیم ناظر حسین قوم راجپوت چوہان عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن قادیان محلہ بھینی بانگر ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۴۲ ۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اسوقت میری غیر منقولہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک عدد مکان خام قیمتی مبلغ ۳۰۰ روپے واقع قادیان محلہ بھینی بانگر ہے اس کے نصف حصہ کی میں مالکہ ہوں۔ میرے حصہ کی قیمت ۱۵۰ روپیہ بنتی ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی آمد اور جائداد نہیں۔ میں اس بات کی بھی بشرح صدر وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں کہ میری وفات پر جو جائداد اس کے علاوہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز اگر میری کوئی آمد بصورت ملازمت یا تجارت وغیرہ ہوئی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کو میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دونگی اور اگر اور کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتی رہونگی اور یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔ الامۃ۔ امۃ الکلثوم (نشان انگوٹھا)۔ گواہ شد عبد الرحمٰن بی اے ہرسیاں۔ گواہ شد۔ حکیم ناظر حسین قادیان محلہ بھینی بانگر ٭ نمبر ۶۲۰۶ منکہ مبارکہ سلطان زوجہ سید ارتضیٰ علی صاحب قوم افغان زئی عمر تقریباً ۳۳ سال پیدائشی احمدی ساکن لکھنؤ صوبہ یو۔ پی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۴۲ ۲۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ۵ ہزار روپیہ ہے اور مندرجہ ذیل زیور وغیرہ ہے۔ چوڑیاں طلائی ۸ عدد قیمتی ۵۰۴ روپے۔ کڑے طلائی خول ۱۰۰ روپے۔ بُندے طلائی پانچ جوڑی ۷۵ روپے۔ زنجیر طلائی ایک عدد ۴۰ روپے۔ گھڑی طلائی ۸۰ روپے۔ گھڑی جڑاؤ ۱۲۰ روپے۔ ظروف نقرئی ۳۲۴ روپے۔ مشین سلائی ۱۵۰ روپے۔ میزان ۱۳۳۹ روپے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے مرنے کے بعد اور جو بھی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ لیکن وہ رقم یا جائداد جو میں اپنی زندگی میں ادا کر چکی ہونگی وہ اسمیں سے منہا متصور ہوگی۔ الامۃ مبارکہ سلطان بقلم خود۔ گواہ شد۔ سید ارتضیٰ علی خاوند موصیہ نمبر ۱۷ دریا گنج دہلی۔ گواہ شد مرزا منیر احمدؐ۔ گواہ شد۔ نذیر احمدؐ بقلم خود امیر جماعت احمدیہ دہلی ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۶۲۳۶ منکہ ارشاد حسین ولد شیخ خورشید عالم صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال ساکن چونیاں ضلع لاہور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت حسب ذیل تنخواہ پاتا ہوں۔ ۶۵ روپے جس کا ۱/۱۰ حصہ تا زندگی ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرے مرنے پر اگر کوئی جائداد ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد۔ ارشاد حسین اعجاز۔ لائن سپرنٹنڈنٹ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی الیکٹرسٹی برانچ لائلپور۔ گواہ شد محمد یوسف سیکرٹری جماعت احمدیہ لائلپور۔ گواہ شد۔ نذر محمد ولد حاجی مولا بخش لائلپور۔ گواہ شد۔ عبدالرحمن سیکرٹری وصایا انجمن احمدیہ لائلپور:۔ **نمبر ۶۲۳۷** منکہ عبدالعزیز ولد چوہدری احمد دین صاحب قوم جٹ چجہ پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر ۹۹ شمالی ضلع سرگودھا ڈاکخانہ خاص۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴ ماہ ظہور ۱۳۲۱ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ خاکسار کی ۱۰ کنال اراضی موضع کوٹ آغا ضلع سیالکوٹ میں ہے جس کی قیمت تقریباً ۲۵۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ میرا گذارہ اپنی ماہوار آمد مبلغ ۴۶ روپے پر ہے میں اپنی موجودہ متذکرہ جائداد ۱۰ کنال اراضی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ماہواری ادا کرتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز اگر میں اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت ادا کر کے رسید خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان حاصل کرلوں تو وہ رقم اس میں سے منہا کر دیجائے گی۔ العبد۔ عبدالعزیز چک نمبر ۹۹ شمالی ڈاکخانہ سرگودھا۔ گواہ شد سلطان احمد سیکرٹری انجمن احمدیہ چک نمبر ۹۹ شمالی سرگودھا۔ گواہ شد غلام محمد امیر جماعت احمدیہ چک نمبر ۹۹ شمالی سرگودھا:۔

خالص شہد، کستوری، زعفران اور سلاجیت منگانے کا پتہ
چوہدری عبدالحلیم معرفت حضرت مولوی شیر علی صاحب قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah
اور نہ بڑے بڑے۔ بلکہ دونوں قسم کے فقرے مناسب اور موزوں تقسیم کے ساتھ پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ اگر کسی جگہ یکے بعد دیگرے لمبے ہی لمبے فقرے جمع ہو جائیں تو اس سے قارئین کی طبیعت میں کوفت اور توجہ میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں نہ تو صرف چھوٹے چھوٹے فقروں کی کثرت پائی جاتی ہے اور نہ لمبے لمبے فقروں کا اجتماع۔ بلکہ آپ کے کلام میں دونوں قسم کے فقرات نہایت لطافت کے ساتھ سموئی ہوئی حالت میں دکھائی دیتے ہیں۔

چھوٹے فقروں کی مثال :۔ آپ ایک موقعہ پر خدا تعالیٰ سے خاص تعلق محبت و مودت رکھنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"وہ صرف پیشگوئیوں تک اپنے کمال کو محدود نہیں رکھتے۔ ان پر حقائق اور معارف کھلتے ہیں۔ اور دقائق و اسرار شریعت اور دلائل لطیفہ حقانیت ملت ان کو عطا ہوتے ہیں۔ اور اعجازی طور پر ان کے دل پر دقیق علوم قرآنی اور لطائف کتاب ربانی اتارے جاتے ہیں۔ اور وہ ان فوق العادت اسرار اور سماوی علوم کے وارث کئے جاتے ہیں، جو بلا واسطہ موہبت کے طور پر محبوبین کو ملتے ہیں۔ اور خاص محبت انکو عطا کیجاتی ہے۔ اور ابراہیمی صدق و صفا انکو دیا جاتا ہے۔ اور روح القدس کا سایہ ان کے دلوں پر ہوتا ہے۔ وہ خدا کے ہو جاتے ہیں اور خدا انکا ہو جاتا ہے۔ ان کی دعائیں خارق عادت طور پر آثار دکھاتی ہیں۔ ان کے لئے خدا غیرت رکھتا ہے۔ وہ ہر میدان میں اپنے مخالفوں پر فتح پاتے ہیں۔ ان کے چہروں پر محبت الٰہی کا نور چمکتا ہے۔ انکے در و دیوار پر خدا کی رحمت برستی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ وہ پیارے بچے کیطرح خدا کی گود میں ہوتے ہیں۔ خدا ان کے لئے اس شیر مادہ سے زیادہ غصہ ظاہر کرتا ہے، جس کے بچے کو کوئی لینے کا ارادہ کرے۔ وہ گناہ سے معصوم،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ دشمنوں کے حملوں سے معصوم، وہ تعلیم کی غلطیوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ وہ آسمان کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ خدا عجیب طور پر انکی دعائیں سنتا ہے، اور عجیب طور پر انکی قبولیت ظاہر کرتا ہے۔ یہانتک کہ وقت کے بادشاہ انکے دروازوں پر آتے ہیں۔ ذوالجلال کا خیمہ ان کے دلوں میں ہوتا ہے۔ اور ایک رعب خدائی انکو عطا کیا جاتا ہے۔ وہ دنیا اور اہل دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ فقط ایک کو جانتے ہیں۔ اور اس ایک کے خوف کے نیچے ہر دم گداز ہوتے رہتے ہیں۔ دنیا ان کے قدموں پر گری جاتی ہے۔ گویا خدا انسان کا جامہ پہن کر ظاہر ہوتا ہے۔ وہ دنیا کا نور اور اس ناپائدار عالم کا ستون ہوتے ہیں۔ وہی سچا امن قائم کرنے کے شہزادے اور ظلمتوں کے دور کرنے کے آفتاب ہوتے ہیں۔ وہ نہاں در نہاں اور غیب الغیب ہوتے ہیں۔ کوئی انکو پہچانتا نہیں مگر خدا۔ اور کوئی خدا کو پہچانتا نہیں مگر وہ۔ وہ خدا نہیں، مگر نہیں کہہ سکتے کہ خدا سے الگ ہیں۔ وہ ابدی نہیں ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ کبھی مرتے ہیں"۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۹-۸۰)

بڑے فقروں کی مثال :-

"تیسری مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے میری یہ ہے کہ وہ ظاہر نہیں ہوئے، جبتک حضرت موسیٰؑ کی وفات پر چودھویں صدی کا ظہور نہیں ہؤا۔ ایسا ہی میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے چودھویں صدی کے سر پر مبعوث ہؤا ہوں۔ چونکہ خدا تعالیٰ کو یہ پسند آیا ہے کہ روحانی قانون قدرت کو ظاہری قانون قدرت سے مطابق کر کے دکھلائے۔ اس لئے اسنے مجھے چودھویں صدی کے سر پر پیدا کیا۔ کیونکہ سلسلہ خلافت سے اصل مقصود یہ تھا، کہ یہ سلسلہ ترقی کرتا کرتا کمال تام کے نقطہ پر ختم ہو۔ یعنی اس نقطہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جہاں اسلامی معارف اور اسلامی انوار اور اسلامی دلائل اور حجج پورے طور پر جلوہ گر ہوں۔ اور چونکہ چاند چودھویں رات میں اپنے نور میں کمال تک پہنچا ہُوا ہوتا ہے، سو مسیح موعود کو چودھویں صدی کے سر پر پیدا کرنا اس طرف اشارہ تھا، کہ اس کے وقت میں اسلامی معارف اور برکات کمال تک پہنچ جائیں گی۔ جیسا کہ آیت لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ میں اس کمال تام کی طرف اشارہ ہے۔ نیز چونکہ چاند اپنے کمال تام کی رات میں یعنی چودھویں رات میں مشرق کیطرف سے ہی طلوع کرتا ہے، اس لئے یہ مناسبت بھی جو خدا کے ظاہری اور روحانی قانون میں ہونی چاہیئے یہی چاہتی تھی کہ مسیح موعود جو اسلام کے کمال تام کو ظاہر کرنے والا ہے، ممالکِ مشرقیہ میں سے ہی پیدا ہو" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریروں میں بہت جگہ ہندوؤں آریوں اور سکھوں وغیرہ کو مخاطب کیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ مخاطب کو پوری طرح اپنی طرف متوجہ کرنے اور اپنے مطالب کو اس کے دل و دماغ میں اتار دینے کے لئے ایک اہم چیز یہ ہے کہ اپنے مخصوص انداز کو نہ چھوڑتے ہوئے موقع بموقع وہ الفاظ استعمال کئے جائیں، جن سے مخاطب زیادہ مانوس ہو۔ اور جن سے اس کو زیادہ تر کام پڑتا رہتا ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے مواقع پر آپ کی تحریروں میں خودبخود سنسکرت، ہندی اور گورمکھی کے الفاظ آجاتے ہیں۔ اور بہت سی دوسری اصطلاحات کی جگہ وہ اصطلاحات لے لیتی ہیں، جو ان گروہوں کے مذہبی لٹریچر کی جان ہیں۔ نسیم دعوت، آریہ دھرم، سناتن دھرم، سرمہ چشم آریہ وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کرنے سے ہمارے اس دعویٰ کی صداقت آپ پر کھل جائے گی۔ مثلاً نیوگ جو آریوں کا نہائت شرمناک عقیدہ ہے، اس کی تائید میں جو حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک حوالہ کو درج کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں :۔

"دیکھو اس منتر میں جو رِگ وید کے دسویں منڈل کا منتر ہے، آریہ صاحبوں کا پرمیشر بڑی دیا اور کرپا سے ارشاد فرماتا ہے۔ کہ جب تم میں اولاد جنانے کی طاقت نہ رہے، یا خود اولاد نہ ہو تو اپنی بیویوں کو یہ کہدو، کہ پُتر لینے کے لئے کسی دوسرے شخص سے ہم بستر ہو۔" (آریہ دھرم ص۱۶)۔

پھر ایک موقعہ پر غیرت دلانے والے الفاظ میں نیوگ کے مسئلہ پر جرح و تنقید کرنے کے بعد آریوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ وہ

"بُرا نہ مانیں یہ کوئی بیجا بات ہم نے نہیں کی۔ جو باتیں وید کی رو سے درست اور وید کی آگیا کے نیچے آگئیں، ان کا آریوں کے لئے کرنا دھرم اور نہ کرنا مہا پاپ ہے۔"

اِسی طرح پرمیشر، وِدّیا۔ آواگون، کھنڈن، مکتی، رشی، مُنی، پرکاش، شُرتی، گیان، مت، آتما، اوتار، تیاگ، پُستک، شلوک، ست بچن، سیوا اور کرپا وغیرہ بیسیوں سنسکرت، ہندی اور گورمکھی کے الفاظ آپ نے اپنی تحریروں میں استعمال کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے مامور بڑے رحیم کریم ہوتے ہیں۔ انکی کوشش ہوتی ہے، کہ لوگ نرمی، رأفت اور سہولت سے راہ راست پر آجائیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں :۔

"بے شک عفو و درگذر ہمارا اصول ہے اور بدی کا مقابلہ نہ کرنا ہمارا طریق۔" (البلاغ ص۵۲)

نیز لکھتے ہیں :۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ستّر کتابیں!

صرف پچیس ۲۵ روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں۔ صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہوگئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمل	تریاق القلوب
سُرمہ چشم آریہ	تحفہ گولڑویہ
آئینہ کمالاتِ اسلام	اربعین ہر چہار حصّہ
شہادۃ القرآن	نسیم دعوت
نور القرآن	تذکرۃ الشہادتین
چشمۂ معرفت	حقیقۃ الوحی
مسیح ہندوستان میں	لُجّۃ النور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں۔

مینیجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلی جہاز مارکہ کپڑے

پائیدار۔
پختہ رنگ۔
عمدہ کوالٹی۔
قیمت میں
ارزاں۔

ہمیشہ استعمال کریں!

کاٹن کریپ (رنگین وسفید) لٹھا سفید۔ پاپلین (رنگین وسفید)
خاکی زین۔ ٹول۔ پگڑی کلاتھ۔ سفید زین و ٹول۔ مکھن زین۔
نیلی زین۔ کوری زین۔ دسوتی (رنگین وسفید) پردا کلاتھ۔
شیٹنگ کلاتھ۔ ٹیبل کلاتھ۔ نیپکن۔ تولیے۔ جھاڑن وغیرہ۔

باوا پردمن سنگھ اینڈ سنز امرتسر ۔ برانچیں:۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ لاہور۔ کوئٹہ